Atlantis Publications

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	بلیک ہارٹ
67واں خاص نمبر	انسپکٹر جمشید سیریز نمبر 765
پبلشر	فاروق احمد
صفحات	216
قیمت	روپے

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس D-83 سائٹ، کراچی

ایک حدیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، نہ نماز، نہ صدقہ قبول کرتا ہے اور نہ حج، نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرض عبادت قبول کرتا ہے، نہ نفلی عبادت۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔"
(ابن ماجہ)

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت [illegible] دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

تصویر

عابد شیرازی دستک کی آواز سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک عجیب سی شکل صورت کا آدمی نظر آیا... اس کی آنکھیں بالکل گول تھیں۔ بالکل اُلوؤں جیسی اور ناک طوطے جیسی تھی۔ جسم کے لحاظ سے وہ دبلا پتلا تھا۔ البتہ قد درمیانہ تھا... اس نے سنا، وہ کہہ رہا تھا:

''آپ عابد شیرازی ہی ہیں نا؟''

''جی... جی ہاں۔''

''مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔''

''میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔''

وہ اسے اندر لے آیا... صوفے پر بیٹھنے کے بعد اس نے کہا:

''فرمائیے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔''

"میں آپ سے ایک تصویر بنوانا چاہتا ہوں... آپ کو معاوضہ معقول دوں گا۔"

"ٹھیک ہے... میں تصویر بنا دوں گا... آپ کس قسم کی تصویر چاہتے ہیں۔"

"میرے پاس ایک تصویر ہے... آپ یہ تصویر بنائیں گے اور اس کے سینے میں ایک خنجر اترا ہوا دکھائیں گے... خنجر کے اردگرد سے خون ابلتا ہوا ہر ادھر بہتا دکھائیں گے... مارے خوف کے اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی دکھائیں گے... اور کمرے کی تصویر بھی میں آپ کو دے رہا ہوں... آپ اس کمرے کی تصویر بھی مکمل طور پر بنائیں گے... یوں محسوس ہونا چاہیے جیسے اس واردات کے وقت آپ وہاں موجود تھے اور آپ نے یہ تصویر کیمرے سے کھینچی ہے۔"

"آپ ایسی تصویر کیوں بنوانا چاہتے ہیں۔"

"آپ کو اس سے کیا، آپ یہ بتائیں، اس تصویر کا کتنا معاوضہ لینا پسند کریں گے... اور بس۔"

"اچھی بات ہے... بنا دیتا ہوں تصویر... دس ہزار روپے لوں گا۔"

"مجھے منظور ہے... یہ رہے دس ہزار روپے... میں تصویر لینے

کے لیے کب آؤں۔"

"تصویر آپ کو ایک ہفتے بعد ملے گی۔"

"اتنے دن لگائیں گے آپ۔"

"اتنے دن تو لازمی لگیں گے۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے... اب میں چلتا ہوں، آج کے دن آؤں گا... تصویر تیار ملنی چاہیے۔"

"بالکل تیار ملے گی... آپ فکر نہ کریں۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا... اس وقت عابد شیرازی نے کہا:

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"میرا نام فارغ نزان ہے۔"

"شکریہ!"

اور وہ رخصت ہو گیا... عابد کافی دیر تک گہری سوچ میں گم رہا... تاہم اس نے تصویر بنانے کا کام شروع کر دیا... جوں جوں تصویر بنتی گئی، اس کے خوف میں اضافہ ہوتا گیا... اس کی بے چینی بڑھتی گئی... اس کے اندر سے کوئی آواز اٹھتی... جو اس سے کہتی:

"یہ تم کیا کر رہے ہو... یہ بہت خوفناک کام ہے... اس سے باز آ جاؤ... رک جاؤ۔"

آخر سات دن گزر گئے۔ اس نے تصویر مکمل کر لی۔ اب وہ ا
ملاقاتی کا انتظار کرنے لگا... مقررہ دن گزر گیا... لیکن وہ
آیا... اب تو اس کی الجھن اور بڑھ گئی... اس سے اگلے دن بھی وہ
آیا... یہاں تک کہ ایک ہفتہ گزر گیا... ملاقاتی نہ آیا... پھر ایک
وہ اخبار دیکھ رہا تھا کہ ایک خبر پر اس کی نظریں جم گئیں... خبر
ساتھ تصویر بھی شائع کی گئی تھی... اس تصویر میں اور اس تصویر میں
فرق نہیں تھا... جو اس نے بنائی تھی... اور یہ خبر تھی ایک شخص کے قتل
...اسے اس کے گھر کے ایک کمرے میں قتل کیا تھا... قتل ہو
والے شخص کا نام سکندر بھائی خان تھا... اس خبر کو پڑھ کر وہ اور
پریشان ہو گیا... وہ تصویر اس کے گھر میں موجود تھی... قتل ہو
والا شخص بھی وہی تھا... جس کی تصویر اس ملاقاتی فارغ زمان نے
تھی...

اس کی پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی... آخر اس سے رہا نہ گیا
وہ گھر سے نکل آیا... تھوڑی دیر بعد وہ ایک گھر کے دروازے
دستک دے رہا تھا اور اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا... جلدی
سے پوچھا گیا:

"کون صاحب؟"

"میں ہوں شیرازی... مجھے انسپکٹر صاحب سے ایک بہت ضروری کام ہے۔"

"وہ تو شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کا یہ دورہ سرکاری ہے... چھ دن تک ان کی واپسی نہیں ہو سکے گی۔"

"اوہ... اوہ... اُف مالک... اب... اب میں کیا کروں۔"

"آپ کافی پریشان لگتے ہیں... ٹھہریے... میں آپ کے لیے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔" اندر سے کہا گیا۔

پھر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت سا لڑکا باہر نکلا:

"تشریف لائیے۔" اس نے کہا۔

وہ اسے اندر لے آیا اور صوفے پر بٹھانے کے بعد بولا:

"میرا نام محمود ہے... میں ان کا بیٹا ہوں... آپ بے فکر ہو کر مجھ سے وہ کہہ دیں جو ان سے کہنے کے لیے آئے ہیں۔"

ایسے میں اندرونی دروازے سے آواز اندر آئی:

"لیکن کیوں؟"

"لیکن کیوں کیا؟" محمود نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا۔

"میں بھی کیوں نہ ان کی بات سنوں۔" آواز آئی۔

"ضرور... کیوں نہیں فاروق... تم بھی آجاؤ۔"

"تو میرا کیا قصور ہے..." فرزانہ کی آواز لہرائی۔

"آؤ بھئی... آؤ... تم بھی آؤ۔"

دونوں اندر آگئے اور عابد شیرازی کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"اب بتائیے... اور بے فکری سے بتائیے... آپ کو خوف زدہ
ہونے کی بھی ضرورت نہیں... اگر آپ نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

"اللہ کا شکر ہے... میں نے اپنی دانست میں کوئی جرم نہیں کیا...
لیکن کسی بھی طرح یہ جرم بنتا ہے تو میں اس کی بھی سزا بھگتنے کے لیے
تیار ہوں... میں تو دراصل اپنی الجھن دور کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے... آپ تفصیل بتائیں۔"

اس نے ملاقاتی کے آنے... تصویر بنوانے کی بات کرنے اور
تصویر اور کمرے کے منظر کی تصویر وغیرہ کے بارے میں سب
تفصیل سے بتا دیا... آخر میں بولا:

"اور میں نے مقررہ مدت میں تصویر بنا دی۔"

"پھر؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"پھر یہ کہ وہ مقررہ دن نہیں آیا... اس کے بعد بھی پندرہ دن گز
گئے... وہ نہیں آیا... اس تصویر کو دیکھ کر شروع دن سے میں خو

محسوس کرنے لگا تھا... اس کے نہ آنے پر میرے خوف اور پریشانی
میں اضافہ ہو گیا... اور پھر آج میں نے اخبار میں ایک خبر
پڑھی... اس خبر نے میرا سکون چین چھین لیا... میں آپ کے پاس
آنے پر مجبور ہو گیا..."

"اور وہ خبر کیا ہے؟" انہوں نے بھی اس لمحے بہت بے چینی
محسوس کی۔

عابد شیرازی نے اخبار ان کے سامنے کر دیا اور خبر کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے بولا:

"یہ خبر پڑھ لیں اور اس تصویر کو دیکھ لیں۔"

انہوں نے جلدی جلدی خبر پڑھی... تصویر کو دیکھا... پھر محمود نے
کہا:

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"اس ملاقاتی یعنی فارغ نزان نے اسی شخص کی تصویر مجھے دی
تھی۔"

"کیا مطلب؟" تینوں اچھل پڑے۔

"جی ہاں... اور اسی کمرے کی تصویر دی تھی۔"

"نن... نہیں۔" وہ بولے۔

''اور اسی لیے میں پریشان ہوں۔''

''ہوں... یہ بات تو واقعی پراسرار ہو گئی... پہلے تو آپ ہمیں اس
تصویریں دکھائیں... جو اس نے آپ کو دی تھیں۔''

اس نے وہ تصویر نکال کر ان کے سامنے رکھ دیں... اخبار میں
شائع ہونے والی تصویر میں اور اس تصویر میں کوئی فرق نہیں تھا... گویا
یہ اسی کی تصویر تھی۔ وہ دونوں کو بغور دیکھتے رہے... آخر محمود نے کہا:

''اس واردات کے سلسلے میں آپ کے لیے تو پریشانی کی کوئی
بات نہیں ہے... لیکن یہ معاملہ ہے بہت پراسرار... جو شخص آپ کے
پاس آیا... غالباً وہی اس سارے چکر کا مرکزی کردار ہے... اس شخص
کو قتل کرنے سے پہلے وہ قتل کے منظر کی تصویر کیوں بنوانا چاہتا تھا... یہ
بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔''

''جب کہ بات بالکل سامنے کی ہے۔'' فرزانہ نے منہ بنایا۔

''اچھا... بھلا وہ کیا۔'' محمود نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے برا سا
منہ بنایا۔

''وہ شخص اس تصویر کے ذریعے قتل ہونے والے شخص کو خوف زدہ
کرنا چاہتا تھا۔''

''لیکن کیوں...

''ہو سکتا ہے... وہ اسے قتل نہ کرنا چاہتا ہو... بس خوف زدہ
کر کے اس سے کوئی بات منوانا چاہتا ہو... لیکن پھر اس کا پروگرام
بدل گیا... اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس شخص کو قتل ہی کرنا ہوگا...
اسی لیے وہ تصویر لینے کے لیے آیا ہی نہیں... اور اپنا کام کر گزرا۔''

''یہ بات دل کو لگتی ہے... ضرور یہی بات ہو سکتی ہے۔'' فاروق
نے فرزانہ کی تائید کی۔

''اب تو میں بھی یہی کہتا ہوں۔'' محمود نے فوراً کہا۔

''سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں۔'' فرزانہ بولی۔

''کیس دلچسپ ہے... لہٰذا اس پر کام شروع کر دیتے ہیں۔''
محمود پر جوش سوار تھا۔

''اسے کہتے ہیں، آ بیل مجھے مار۔'' فاروق جھلا اٹھا۔

''کہتے ہوں گے... میں تو اب رک نہیں سکتا۔'' محمود نے اسے
گھورا۔

''اور میں بھی نہیں۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''تم اور محمود کا ساتھ نہ دو... ہو ہی نہیں سکتا۔''

''مجبوری ہے۔'' اس نے کندھے اچکائے۔

''عابد شیرازی صاحب... آپ اپنا موبائل نمبر لکھوا دیں

"... گھر کا پتا بھی لکھوا دیں... آپ تو چلیں... اب اس معاملے کو ہم خود دیکھ لیں گے۔"

"شکریہ! آپ کہتے ہیں، میرے لیے اس کیس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں... لیکن میری پریشانی کسی طرح بھی کم نہیں ہو رہی... مجھے یوں لگ رہا ہے... جیسے پولیس میرے پاس آنے ہی والی ہے... اور وہ مجھے گرفتار کر لے گی۔"

"یہ آپ کا وہم ہے... بات اگر اتنی ہی ہے... جتنی کہ آپ نے بتائی ہے... تب تو آپ کا اس معاملے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں... اتنا ضرور ہے کہ آپ کو ایسی تصویر بنانے سے انکار کر دینا چاہیے تھا..."

"غربت کا مارا شخص ہاتھ آتی رقم کو کیسے چھوڑے..." اس نے سرد آہ بھری۔

"ہاں! آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں... بہر حال آپ فکر نہ کریں... اگر کوئی آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آئے تو آپ ہمیں فون کریں..."

"بہت بہت شکریہ۔" وہ خوش ہو گیا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایک منٹ... آپ اس ملاقاتی کا حلیہ لکھوا دیں... کیونکہ اس

کا پتا تو ہمیں معلوم نہیں... اور جو نام اس نے بتایا تھا... فارغ زمان... یہ بھی فرضی لگتا ہے، لہٰذا ہمارے پاس لے دے کر اس کا حلیہ ہی رہ جاتا ہے۔"

"جی لکھ لیں... دیکھا جائے تو اس کا حلیہ بہت عجیب و غریب تھا۔ اس کی آنکھیں بالکل گول گول تھیں... الوؤں جیسی اور ناک بالکل طوطے جیسی تھی... ویسے اسے دیکھ کر خوف سا محسوس ہوتا تھا... جسم دبلا پتلا تھا اور زیادہ لمبا نہیں تھا... درمیانے قد کا کہہ سکتے ہیں اسے۔" اس نے حلیہ بتایا۔

محمود نے فوراً نوٹ بک نکال لی اور یہ حلیہ لکھ لیا... اس نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے... اس کی آواز سنتے ہی وہ بولا:

"ایک حلیہ نوٹ کر لیں ذرا... اور اگر اس شخص کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے تو کیا ہی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے... لکھواؤ حلیہ۔" اکرام نے کہا۔

محمود نے حلیہ لکھوا دیا... چند لمحے تک اکرام کی طرف سے کچھ نہ کہا گیا۔ غالباً وہ غور کر رہا تھا... آخر اس نے کہا:

"اس حلیے کے شخص کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا... پہلے مجھے اپنا ریکارڈ چیک کرنے دو۔"

"ضرور چیک کریں۔"

"ویسے اس کا مسئلہ کیا ہے۔" اکرام نے پوچھا۔

"آپ نے آج کا اخبار پڑھا؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"اس میں ایک شخص کے قتل کی خبر شائع ہوئی ہے... مقتول کا نام سکندر بھائی خان ہے... خبر کے ساتھ قتل کی تصویر بھی شائع ہوئی ہے..."

"ہاں! میں نے یہ خبر پڑھی ہے..."

"اس شخص کے قتل میں اس حلیے کے آدمی کا ہاتھ لگتا ہے..."

"لیکن ہمارا اس قتل سے کیا تعلق... یہ تو عام سا کیس لگتا ہے۔"

"عام کیس کو خاص بنتے کیا دیر لگتی ہے انکل۔" محمود ہنسا۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے... خیر میں اس حلیے کے شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"اور ہم جا رہے ہیں سکندر بھائی خان کے گھر... ویسے یہ علاقہ کس کے ماتحت ہے۔"

"انسپکٹر فضلی کا علاقہ ہے۔" اکرام ہنسا۔

"ارے باپ رے... وہ تو ہم سے ویسے ہی نفرت کرتے

ہیں... خیر دیکھا جائے گا..."

"آخر کیس میں دخل اندازی کی ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی... کیا سکندر بھائی... تم لوگوں کے کسی دوست کے والد یا رشتے دار تھے۔" اکرام نے پوچھا۔

"نہیں! میں آپ کو بتاتا ہوں۔" یہ کہہ کر محمود نے عابد شیرازی کے بارے میں اسے تفصیل سے بتا دیا اور پھر اس پراسرار ملاقاتی اور اس کے تصویر بنوانے کی تفصیل بھی سنا دی... اس کے خاموش ہونے پر اکرام نے کہا:

"معاملہ عجیب سا ہے... پراسرار بھی لگتا ہے... خیر تم وہاں کا چکر لگا لو... یہ خیال رہے کہ انسپکٹر صاحب شہر میں نہیں ہیں۔"

"کوئی بات نہیں... ہمیں اپنا کام تو کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے... میں اپنا کام کرتا ہوں... تم اپنا کرو۔" اکرام نے ہنس کر کہا اور فون بند کر دیا۔

"آپ چلیں... اور بے فکر ہو جائیں... پولیس تو کم از کم آپ کو کچھ نہیں کہے گی... کوئی بات ہو تو آپ ہم سے فون پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ آپ اپنا نمبر دے دیں اور ہمارا نمبر نوٹ کر لیں۔"

نمبر نوٹ کرنے کے بعد عابد شیرازی چلا گیا... وہ اب بھی فکر

مند نظر آرہا تھا... اب وہ اپنی کار میں سکندر بھائی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے... سکندر بھائی نواز ٹاؤن میں رہتا تھا... ان کی کار اس کے مکان کے سامنے رکی۔ مکان کا نمبر 206 تھا... محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی تو ایک نوجوان باہر آگیا... اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ تھیں:

"ہمارا تعلق پولیس سے ہے... ہم آپ سے کچھ معلومات چاہتے ہیں۔"

"لیکن ہم تو پہلے ہی سب کچھ بتا چکے ہیں۔"

"ہاں!... ہم جانتے ہیں... ہمیں ایک اطلاع ملی ہے... ہم اس اطلاع کی بنیاد پر آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"انسپکٹر صاحب نے ہمیں ہدایات دی ہیں کہ اس سلسلے میں ہم کسی سے کوئی بات نہ کریں۔"

"ہمیں یہ بات معلوم نہیں تھی... ہم ان سے بات کرتے ہیں۔"

یہ کہ کر محمود نے انسپکٹر فضلی کا نمبر دبایا... فوراً ہی اس کی آواز سنائی دی:

"کون بات کر رہا ہے۔" اس کا لہجہ سخت تھا۔

"انکل! یہ میں ہوں محمود۔"

"کیا۔" وہ چلا اٹھا پھر فوراً بولا:

"مجھ سے تمہیں کیا کام؟"

"وہ انکل... سکندر بھائی کے قتل کے سلسلے میں ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس بارے میں ایک بہت خاص بات معلوم ہوئی ہے۔"

"اور وہ خاص بات کیا ہے۔"

"اس کے قاتل نے شہر کے ایک آرٹسٹ سے ملاقات کی تھی۔"

"کیا!!!"

انسپکٹر فضلی بہت زور سے چلایا:

☆☆☆☆☆

عجیب پہلو

انسپکٹر فضلی کی چیخ ان سب نے حیرت کے عالم میں سنی... پھر محمود نے کہا:

"کیا ہوا انکل! خیر تو ہے... آپ یہ بات سن کر اتنی زور سے کیوں چیخے۔"

"اس لیے کہ ہم اسی آرٹسٹ کی تلاش میں ہیں۔"

"کیا!!!" اس بار چلانے کی باری ان کی تھی... انہوں نے سنا، انسپکٹر فضلی کہہ رہا تھا:

"ہاں! سکندر بھائی کا قتل اسی آرٹسٹ نے کیا ہے۔"

"کیا... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"پہلے تم بتاؤ... تم کہاں ہو۔"

"ہم سکندر بھائی کے گھر میں ہیں... ان کے گھر کے افراد سے

پوچھ گچھ کرنے کی نیت سے آئے تھے... لیکن انہوں نے بتایا کہ آپ نے انہیں منع کر رکھا ہے۔"

"اور اچھا کیا ہے... یہ تم لوگ ہر کیس میں کیوں ٹپک پڑتے ہو۔"

"ہم نہیں ٹپک پڑتے انکل... کیس ہم پر ٹپک پڑتا ہے۔"

"میں وہیں آ رہا ہوں... تم میرا انتظار کرو۔"

"ہم آپ کے پابند نہیں ہیں انکل... ہاں اگر آپ ان کے بھائی کو اجازت دے دیں اور یہ ہمارے سوالات کے جوابات دے دیں تو اس صورت میں ہم یہاں ٹھہر جاتے ہیں اور آپ کی مدد بھی کریں گے۔ اس آرٹسٹ کے بارے میں آپ کو بتائیں گے بھی۔"

"یہ قتل کا کیس ہے... اور سکندر بھائی کے قتل کے سلسلے میں جس شخص کا نام لیا جا رہا ہے... اس کے بارے میں تم جانتے ہو، اب اگر تم نے ان معلومات کو چھپایا تو قتل کی تفتیش میں روڑے اٹکانے کے جرم میں تمہیں بھی گرفتار کر لوں گا... یہ سوچ لو۔"

"انکل معاملہ اسی طرح آگے چلے گا... کچھ دو... کچھ لو... آپ سکندر کے بھائی سے کہیں... یہ ہمارے سوالات کے جوابات دے دیں... ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے۔"

''اچھی بات ہے... مسٹر اخگر... آپ سن رہے ہیں۔''

''ہاں! جناب!''

''جو یہ پوچھیں بتا دو۔''

''بہت بہتر سر۔''

''میں آ رہا ہوں... تم لوگ یہیں ٹھہرو گے۔''

''اچھی بات ہے۔''

فون بند کر کے محمود ان کی طرف متوجہ ہوا:

''معاملہ گڑبڑ ہے... عابد شیرازی کا خوف سامنے آتا نظر آ
ہے... اس پر قاتل ہونے کا شک کیا جا رہا ہے... لیکن ظاہر ہے،
اگر اس جرم میں اس کا ہاتھ ہے اور اس نے ہمیں ایک فرضی کہانی سنا
ہے... یعنی لمبی ناک اور گول آنکھوں والے شخص کی کہانی فرضی ہ
پھر ہمیں بھی اس سے کوئی ہمدردی نہیں رہ جائے گی... اور اگر وہ
گناہ ہے تو ہم اس کی مدد کریں گے... اخگر صاحب... آپ
بھائی سکندر بھائی کیا کام کرتے ہیں۔

''محکمہ خارجہ میں ملازم تھے۔''

''کیا وہ کچھ دنوں سے پریشان یا خوف زدہ تھے۔''

''ہاں! پریشان بھی تھے اور خوف زدہ بھی... انہوں نے

بتایا تھا کہ کچھ نامعلوم لوگ ان سے کوئی غیر قانونی کام لینا چاہتے
ہیں... لیکن وہ ان کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتے... اس پر ہم نے ان
سے کہا تھا کہ آپ یہ بات اپنے افسران کے علم میں لائیں... اس کے
جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے تحریری طور پر لکھ کر دے دیا
ہے... لیکن پراسرار لوگ ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہیں... وہ برابر
دھمکیوں پر دھمکیاں دے رہے ہیں۔''

''انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ چاہتے کیا ہیں۔''

''نہیں انہوں نے کچھ نہیں بتایا... شاید وہ کچھ بتانے کی پوزیشن
میں نہیں تھے۔''

''واردات کس وقت ہوئی۔''

''رات میں کسی وقت... وہ اپنے کمرے میں اکیلے سوتے
ہیں... کیونکہ رات کو دیر تک کام کرتے ہیں... اور پھر وہیں سو جاتے
تھے... ان کے کمرے کا ایک دروازہ باہر گلی میں کھلتا ہے... قاتل
اس دروازے سے اندر داخل ہوئے تھے۔''

''لیکن کیسے... کیا وہ دروازہ اندر سے بند کر کے نہیں سوئے
تھے۔''

''بالکل! ایسا ہی ہے... اور یہی اس معاملے کا سب سے عجیب

پہلو ہے... جب کہ وہ خطرے کو پہلے ہی بھانپ چکے تھے... تو
انہوں نے قاتلوں کے لیے دروازہ کیوں کھولا؟" اس نے حیرت زدہ
انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے... انہوں نے دروازہ نہ کھولا ہو... بلکہ قاتلوں نے
کسی طرح کھول ڈالا ہو۔"

"ہوں... دروازے کی چٹخنی جب اندر سے لگی ہو تو پھر باہر سے
دروازہ کھولا نہیں جا سکتا... ہاں توڑا جا سکتا ہے... کیا توڑے جانے
کے آثار پائے گئے ہیں۔"

"نہیں۔"

"تب پھر انہوں نے خود کھولا ہوگا اور اس کا مطلب... دستک
کسی ایسے آدمی نے دی ہوگی... جس پر انہیں پورا اعتماد ہوگا... لہٰذا
انہوں نے بے دھڑک دروازہ کھول دیا... لیکن باہر وہ آدمی نہیں تھا
... بلکہ قاتل تھے... اندر داخل ہوتے ہی منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور خنجر
پیٹ میں اتار دیا... آپ ہمیں ان کا کمرہ دکھا دیں۔"

"وہ انسپکٹر صاحب نے سیل کرا دیا تھا..."

"اچھا خیر... گھر میں تعزیت کے لیے لوگ آ جا رہے ہیں
... ہم آپ کو زیادہ دیر روکنا نہیں چاہتے... لہٰذا آپ چلے

جائیں... ہم یہاں انسپکٹر فضلی صاحب کا انتظار کر لیتے ہیں۔"

"جی اچھا۔"

اسی وقت پولیس کی گاڑی وہاں آ کر رکی:

"لیجیے! وہ آ ہی گئے۔"

"بس آپ جائیں... ہم ان سے بات کر لیں... پھر جانے سے
پہلے آپ کو بتا دیں گے... آپ دروازہ اندر سے بند کر لیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

انگر چلا گیا... اسی وقت انسپکٹر فضلی اندر داخل ہوئے... ان کے
چہرے پر ناگوار تاثرات تھے:

"مجھے یہ بات قطعاً پسند نہیں کہ تم میرے علاقے کے کیس میں
دخل اندازی کرو... لہٰذا میں افسران کو رپورٹ کروں گا۔"

"ضرور کیجیے گا... ہم خود بخود نہیں آ گئے... اصل میں تو وہ
آرٹسٹ ہم سے ملنے کے لیے آئے تھے... ان کی کہانی بہت عجیب لگی،
معلومات حاصل کرنے کے لیے یہاں آ گئے... پتا چلا آپ نے انہیں
منع کر رکھا ہے..."

"اور اچھا کیا ہے... اب تم اپنی کہانی سناؤ... پوری تفصیل
سے..."

انہوں نے آرٹسٹ والی کہانی سنادی... ان کے خاموش ہونے پر اس نے کہا:

"اب میری کہانی سنو... میں نے یہاں آس پاس کے لوگوں کے بیانات لیے ہیں... سکندر بھائی کے کمرے میں داخل ہونے والے تین آدمی تھے... ان میں سے ایک کا حلیہ یہ ہے، درمیانے قد کا آدمی تھا... پیشانی پر زخم کا نشان تھا... رنگ سانولا تھا... جسم سڈول سا تھا... یعنی اسے موٹا نہیں کہا جاسکتا... نہ دبلا پتلا... اسے اندر داخل ہوتے ہوئے چوکیدار نے بالکل صاف دیکھا تھا... چوکیدار رات میں کئی مرتبہ اس گلی سے گزرتا ہے، یہ بیان اسی کا ہے... جب وہ باہر نکل رہے تھے تو اتفاق سے چوکیدار اس وقت بھی گزر رہا تھا۔"

"اور باقی دو آدمیوں کے حلیے۔"

"ان کے چہرے دیکھ نہیں سکا... جب کہ اس تیسرے کا چہرہ بالکل صاف نظر آرہا تھا... اس وقت تو وہ یہی سمجھا تھا کہ سکندر بھائی سے کچھ لوگ ملنے کے لیے آئے ہیں... صبح جب اس نے ان کے قتل کی خبر سنی تب وہ خود یہاں آیا۔ ہم اس وقت یہاں آچکے تھے... لہٰذا اس نے خود یہ بات بتائی اور حلیہ بھی بتایا... اب تم مجھے اس آرٹسٹ کے پاس لے چلو... ویسے کیا اس کا حلیہ یہی ہے۔"

"ہاں!" محمود نے مشکل سے کہا۔

"بہت خوب مزہ آگیا... قاتل سمجھو پکڑا گیا۔"

"انکل فضلی... یہ ضروری نہیں کہ وہ قاتل ہی ہو۔"

"اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قاتل نہ ہی ہو۔" اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"ہاں! آپ یہ کہہ سکتے ہیں... لیکن یہاں ایک سوال بہت اہم ہے۔" فرزانہ نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔

"چلو تم وہ اہم سوال بھی پوچھ لو۔" انسپکٹر فضلی بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔

"سوال یہ ہے... کہ رات کے وقت اس قدر صاف حلیہ چوکیدار نے کس طرح دیکھ لیا۔"

"میں نے یہ سوال چوکیدار سے پوچھا تھا... اس نے بتایا کہ سٹریٹ لائٹس ضرورت سے زیادہ لگی ہوئی ہیں... لہٰذا حلیہ بالکل صاف دیکھا تھا... آپ خود رات کے وقت ایسا کر کے دیکھ سکتے ہیں۔"

"چوکیدار کا پتا اور موبائل نمبر ہمیں بھی دے دیں۔"

"ضرور ضرور... کیوں نہیں... بھئی بات دراصل یہ ہے کہ اس

مرتبہ تم لوگ جس شخص کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو... وہ واقعی مجرم
ہے... اب تم مجھے اس آرٹسٹ کے پاس لے چلو۔'' اس نے پر جوش
انداز میں کہا۔

''ابھی آپ نے چوکیدار کا پتا اور موبائل نمبر نہیں لکھوایا۔''

''ضرور لکھ لو۔''

انہوں نے پتا اور نمبر لکھوا دیا... اب وہ عابد شیرازی کے
دروازے پر پہنچے... تینوں عجیب سی الجھن محسوس کر رہ
تھے... دستک کے جواب میں عابد نے دروازہ کھولا... پہلے اس کی
نظران پر پڑی تو وہ مسکرایا، لیکن جب پولیس پر پڑی تو اس کا رنگ
گیا:

''تم لوگ دیکھ رہے... آخر اس کا رنگ اس قدر فق کیا
ہو گیا... اگر اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔''

''پولیس کو دیکھ کر شریف لوگوں کا رنگ اڑ جانا کوئی عجیب با
نہیں۔''

''خیر... اب تم نہ بولنا... اور مجھے اس سے بات کرنے دو۔''

''ضرور کریں...'' محمود نے منہ بنایا۔

عابد شیرازی حیرت زدہ سا انہیں اندر لے آیا... بیٹھنے کے

انسپکٹر فضلی نے بات شروع کی:

''آپ کا بیان ہے کہ لمبی ناک اور گول آنکھوں والا ایک شخص
آپ سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ اس نے ایک عجیب و غریب تصویر
بنانے کی فرمائش کی تھی... اس تصویر میں ایک شخص کے پیٹ میں خنجر لگا
ہوا دکھاتا تھا... اور اس کمرے کا منظر دکھاتا تھا... جس کی تصویر اس
نے دی تھی اور اس کام کے اس نے دس ہزار روپے دیے تھے... یہی
بات ہے نا۔''

''جی ہاں!'' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ چہرے پر
ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ہاتھوں پر کپکپی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

''اور وہ شخص تصویر لینے کے لیے نہیں آیا... یہاں تک کہ آپ
نے اخبار میں قتل کی خبر اور تصویر دیکھی... بالکل ویسی ہی
تصویر... جیسی آپ نے بنائی تھی۔''

''جی ہاں!''

''پھر آپ نے ان حضرات سے ملاقات کی... یہ ہے آپ کی
طرف کی کہانی... اب مجھ سے سنیے... قتل ہونے والے شخص کا نام
سکندر بھائی ہے... اسے رات کے ایک بجے کے قریب قتل کیا
گیا... اس کے گھر میں تین آدمی داخل ہوئے تھے... ان میں سے

ایک کا حلیہ چوکیدار نے بتایا ہے... وہ حلیہ آپ پر بالکل فٹ بیٹھتا ہے...‘‘

’’نن نہیں... یہ غلط ہے... میں تو سکندر بھائی کو جانتا تک نہیں... وہ کون تھے کیا کرتے تھے...‘‘

’’تب پھر آپ کے حلیے کا کوئی شخص آخر وہاں کیوں نظر آیا۔‘‘

’’مم... میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔‘‘

’’بہر حال ہمارے لیے اتنی شہادت کافی ہے... ہم آپ کو گرفتار کر رہے ہیں... اور یہ تینوں آپ کی اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتے۔‘‘ انسپکٹر فضلی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’ہم اس وقت شاید مدد نہ کر سکیں... لیکن انہیں بے گناہ ثابت کرنا ہمارا کام ہوگا... ان شاءاللہ!‘‘

’’لیکن... میں حوالات یا جیل سے بہت ڈرتا ہوں اور میں بالکل بے گناہ ہوں۔‘‘

’’انکل فضلی... ہم ایک کام کیوں نہ کریں۔‘‘ محمود نے نرم گرم انداز میں کہا۔

’’ہاں کہو...‘‘ وہ ہنسے... شاید ان کی بے بسی سے مزہ لے رہے تھے۔

’’آپ اس چوکیدار کو یہاں بلوالیں... وہ ایک نظر انہیں دیکھ لے... اگر انہیں دیکھنے کے بعد بھی اس نے یہی کہا کہ اس نے انہی کو دیکھا تھا تو پھر ضرور انہیں گرفتار کر لیجیے گا۔‘‘

’’چلو... تمہارے اطمینان کے لیے میں یہ بھی کیے دیتا ہوں۔‘‘ وہ بولے۔ پھر انہوں نے اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیں... وہ گئے اور چوکیدار کو ساتھ لے آئے... چوکیدار کو دیکھتے انسپکٹر فضلی نے ان سے کہا:

’’آپ نے ان تین آدمیوں کو سکندر بھائی کے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تھا... یہ ٹھیک ہے۔‘‘

’’ہاں جی بالکل دیکھا تھا۔‘‘

’’اور ان میں سے ایک کا حلیہ بھی آپ کو اچھی طرح دیکھنے کا موقع ملا تھا... بلکہ دو مرتبہ دیکھا تھا... ایک اس وقت جب وہ اندر گیا تھا... ایک اس وقت جب وہ باہر نکل رہا تھا۔‘‘

’’جی ہاں! یہی بات ہے۔‘‘

’’اب ہم ایک صاحب کو دکھاتے ہیں... آپ انہیں دیکھ کر پوری غیر جانب داری سے بتائیں... کیا آپ نے انہی کو دیکھا تھا یا وہ کسی اور کو دیکھا تھا۔‘‘

"جی اچھا!"

اور پھر عابد شیرازی کو اس کے سامنے لایا گیا... وہ دیکھتے ہی چلا اٹھا:

"ارے! یہ تو بالکل وہی ہے۔"

"لو بھئی... میں نے تمہاری یہ بات بھی پوری کر دی... اب کیا کہتے ہو۔"

"ٹھیک ہے... آپ انہیں گرفتار کر لیں... تاہم ہماری ایک درخواست ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"آپ ہماری ضمانت پر انہیں گرفتار نہ کریں... ہمیں اس کیس پر کام کر لینے دیں... اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ عابد شیرازی مجرم نہیں ہیں، تب تو ٹھیک... ثابت نہ کر سکیں تو آپ ان پر مقدمہ قائم کر ادیں۔"

"بھلا اس طرح میں کب تک انتظار کروں گا... میرا اطمینان تو اسی میں ہے کہ انہیں حوالات بھیج دوں اور خود کیس کی کارروائی مکمل کروں۔"

"ہم ان کی ضمانت لے رہے ہیں... یہ کہیں نہیں جائیں گے۔"

"نہیں! میں ایسا نہیں کر سکتا... اب میرے پاس ان کے خلاف ٹھوس شہادت موجود ہے... اس لیے یہ جیل جائیں گے... ہاں! آپ ان کی ضمانت کرا سکتے ہیں تو کرا لیں۔"

"اچھی بات ہے۔" محمود نے کہا اور پھر عابد شیرازی سے بولا۔

"آپ فکر نہ کریں... ادھر یہ آپ کو حوالات پہنچائیں گے... ادھر آپ کی ضمانت ہو جائے گی... لیکن یہ یاد رہے کہ ہم آپ کے کام صرف اس صورت میں آئیں گے کہ آپ بالکل بے گناہ ہوں گے۔"

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا... جتنا جرم مجھ سے ہوا ہے، وہ میں نے آپ کو بتا ہی دیا ہے... یعنی تصویر کی حد تک۔"

"ہوں... ٹھیک ہے۔"

پھر انسپکٹر فضلی کے ماتحت اسے لے گئے۔ وہ بھی طنزیہ انداز میں ہاتھ ہلا کر رخصت ہو گئے... تینوں وہاں کھڑے رہ گئے... پھر محمود نے اختر بھٹی کو فون کیا... یہ انسپکٹر جمشید کے بہت گہرے دوست اور شہر کے بہت بڑے وکیل تھے۔ محمود نے ساری صورت حال انہیں بتائی... وہ سن کر بولے:

"ٹھیک ہے... انہیں ضمانت پر رہا کرانا ذرا بھی مشکل نہیں..."

کیونکہ ایک چوکیدار کے بیان پر کسی کو قتل کے شبے میں گرفتار تو کیا جاسکتا ہے... لیکن یہ کیس ناقابل ضمانت نہیں... کیونکہ چوکیدار کو مغالطہ ہوسکتا ہے... دوسری بات... جو شخص تصویر بنوانے آیا تھا... یہ ساری سازش تو دراصل اس کی ہے... وہ ملاقات کے وقت خفیہ کیمرے کی مدد سے عابد شیرازی کی تصویر لے گیا ہوگا... اس تصویر کی مدد سے انہوں نے اپنے اس ساتھی کے چہرے پر عابد شیرازی کا میک اپ کیا ہوگا... اور سکندر بھائی کے گھر کے دروازے پر بھی جان بوجھ کر اس وقت داخل ہوئے ہوں گے جب چوکیدار گزر رہا ہوگا... اسی طرح وہ وہاں سے نکلے بھی اس وقت ہوں گے جب پھر چوکیدار گزر رہا تھا... اگر یہ ساری منصوبہ بندی نہ ہوتی تو پھر باقی دو کے چہرے بھی چوکیدار کو نظر آتے... لیکن باقی دو قاتلوں نے اپنے چہرے چوکیدار کو دیکھنے کا موقع نہیں دیا... لہٰذا یہ ساری بات جب میں عدالت میں کہوں گا تو عابد شیرازی کی فوراً ضمانت ہوجائے گی... تم فکر نہ کرو۔"

"بہت خوب انکل... آپ واقعی بہت بڑے وکیل ہیں... ان پہلوؤں پر تو ہمیں سوچنا چاہیے تھا۔"

"کچھ دیر بعد تم بھی یہی کچھ سوچتے... اس وقت تک تو دراصل تم

الجھے رہے ہونا... سوچنے کا وقت ہی کب ملا ہے۔"

"ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں... آپ کا شکریہ... اس کی ضمانت ہوجائے تو ذرا فون کردیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

فون بند ہونے کے بعد تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... اس وقت فرزانہ بولی:

"ہم نے اب تک وہ تصویر تو دیکھی ہی نہیں... کیوں نہ تصویر کو ایک نظر دیکھ لیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

عابد شیرازی گھر کے دروازے کو کھلا چھوڑ کر چلا گیا تھا... چابی وہ انہیں تھما گیا تھا... تینوں اندر داخل ہوگئے اور دروازہ اندر سے بند کرلیا۔ وہ دو کمروں کا ایک صاف ستھرا سا مکان تھا... ایک باورچی خانہ اور ایک غسل خانہ بھی تھا... ایک کمرہ رہائشی تھا... تو دوسرا آرٹ گیلری تھا... انہوں نے دیکھا، آتش دان پر وہی تصویر رکھی تھی... اخبار والی تصویر میں اور اس تصویر میں کوئی فرق نہیں تھا:

"کیا یہ بات عجیب نہیں۔" فرزانہ نے حیران ہوکر کہا۔

"کون سی بات؟"

"یہ کہ دونوں تصاویر میں بالکل کوئی فرق نہیں... جب کہ عابد شیرازی نے تو تصویر پہلے بنائی تھی... قتل تو اس وقت ہوا ہی نہیں تھا... اور پراسرار ملاقاتی یعنی فارغ زمان نے عابد کو کمرے کی تصویر دی تھی... شیرازی نے پہلے اس کمرے کی تصویر بنائی ہوگی... پھر اس میں سکندر کی تصویر بنائی اور اس کے بعد خنجر اس کے پیٹ میں گھونپا ہوا بنایا ہوگا... لیکن یہ تصویر فارغ زمان کے پاس نہیں تھی... وہ لوگ واردات کر کے چلے گئے... بعد میں پولیس نے اس منظر کی تصویریں لیں... اور یہ تصویر اس تصویر کے عین مطابق ہے... میرے خیال میں یہ بات عجیب ہے... اور مجھے یہ ساری منصوبہ بندی لگتی ہے۔"

"تت... تمہارا مطلب ہے... اس منصوبے میں عابد شیرازی شامل ہے۔"

"نہیں... عابد شیرازی کو تو قاتل کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے... تاکہ پولیس اسے گرفتار کر کے مطمئن ہو جائے اور ان کی طرف کسی کا دھیان تک نہ جائے... اور شاید ایسا ہوتا... اگر عابد شیرازی ہمارے پاس نہ چلا آتا... اوہ ارے... فرزانہ بری طرح اچھلی... اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... پھر اس نے چلا کر کہا:

"آؤ۔"

ٹھہرو

فرزانہ باہر کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی:

"اوہو! کیا مصیبت آ گئی ہے۔"

"ہمیں فوری طور پر چوکیدار سے ملنا ہے۔"

"لیکن ہمیں کیا پتا، وہ کہاں رہتا ہے۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"فون پر انکل فضلی سے پوچھ لیتے ہیں۔"

"آؤ بھئی... اب یہ محترمہ کہاں چین سے بیٹھنے دے گی۔"

تینوں جلدی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ فاروق نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، ادھر محمود نے انسپکٹر فضلی کا نمبر ملایا... دوسری طرف سے فوراً ان کی آواز سنائی... وہ بھنائی ہوئی آواز میں کہہ رہے تھے:

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا"

"جی... کیا مطلب؟"

"اس قدر جلد اس کی ضمانت کرڈالی۔"

"ارے... ضمانت ہو بھی گئی... کمال کر دیا اختر بھٹی صاحب نے۔"

"لیکن اب جو کمال میں کروں گا... وہ تم سب دیکھو گے۔"

"ارے باپ رے... ایسا نہ کریں انکل... ہم تو اس کیس پر کام کر کے دراصل آپ کی مدد کر رہے ہیں۔"

"بھاڑ میں گئی تمہاری مدد۔"

"خیر جانے دیں... غصہ تھوک دیں اور اب ذرا اس چوکیدار کا پتا بتادیں۔"

"کیوں... اب اس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔"

"بس پڑ گئی ضرورت۔"

"نہیں بتاؤں گا... خود ہی ٹکریں مارو۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"کوئی پروا نہیں۔" محمود نے بھی جھلا کر کہا۔

"کیا ہوا۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"انکل اختر بھٹی نے عابد شیرازی کی ضمانت کرالی ہے۔"

"واہ۔"

"اور اس بات پر انکل فضلی پیچ وتاب کھا رہے ہیں... ہمیں چوکیدار کا پتا بھی نہیں بتایا۔"

"کوئی بات نہیں... سکندر بھائی کے گھر کے آس پاس کے لوگوں سے اس کا پتا معلوم ہو جائے گا۔"

وہ سکندر خان کے گھر کے نزدیک پہنچ گئے... دو تین آدمیوں سے پوچھنے کے بعد آخر انہیں چوکیدار کا پتا معلوم ہو گیا... وہ اسی محلے کے نزدیک ہی رہتا تھا... وہ وہاں پہنچ گئے... گھر چھوٹا سا تھا... محمود نے دروازے پر دستک دی۔ اندر گھنٹی بجنے لگی... ایک منٹ گزر گیا... کوئی دروازے پر نہ آیا... اس مرتبہ محمود نے دروازے پر دھپ دھپ کر ڈالی... ایسا کرتے ہی دروازے کے پٹ کھل گئے:

"اوہو... دروازہ تو اندر سے بند نہیں ہے۔"

"اللہ اپنا رحم کرے۔"

انہوں نے ایک بار اور دروازہ دھڑ دھڑایا... جب کوئی باہر نہ نکلا تو ساتھ والے دروازہ پر دستک دی... ایک شریف صورت آدمی باہر نکلا:

"ہاں جی... کیا بات ہے۔"

"ہمیں نواز خان سے ملنا ہے... دروازہ اندر سے بند نہیں

ہے... تین بار دستک دے چکے ہیں... لیکن اندر سے کوئی جو
نہیں مل رہا... لگتا ہے... اندر گڑبڑ ہے... ہم چاہتے ہیں...
ہمارے ساتھ اندر چلیں۔''

''نواز خان چوکیدار ہے... رات کو جاگتا ہے... دن میں
ہے... اس لیے تین بار کی دستک اسے نہیں جگائے گی۔'' اس نے
کر کہا... پھر بولا:

''آپ ٹھہریں... میں اسے جگاتا ہوں... اکیلا آدمی ہے۔
اور میری اس سے بہت علیک سلیک ہے... ہوا جو میرا سب سے قر
پڑوسی۔''

یہ کہہ کر وہ اندر داخل ہو گیا... وہ باہر ہی کھڑے رہے... ا
منٹ بعد وہ حیرت زدہ سا واپس آیا... اور بولا:

''نواز خان تو اندر نہیں ہے... لیکن کہیں جاتے وقت وہ
لگائے بغیر تو جاتا نہیں۔''

''خیر... ہم ان کا انتظار کر لیتے ہیں... آپ ہمیں ا
ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کی اجازت دیں گے۔''

''آپ ضرور تشریف رکھیں... لیکن... مجھے تو گڑبڑ لگتی ہے...
وہ اس طرح دروازہ کھلا چھوڑ کر کیسے کہیں جا سکتا ہے۔''

''ہاں! ہم بھی یہی سوچ رہے ہیں... آپ کے پاس ان کا
موبائل نمبر ہے۔''

''بالکل ہے... خوب یاد دلایا۔''

یہ کہہ کر اس نے جیب سے موبائل نکال کر نمبر دبایا... پھر مایوسانہ
انداز میں بولا:

''موبائل بند ہے۔''

''اچھی بات ہے... آپ اپنا موبائل نمبر ہمیں نوٹ کروا دیں...
ہم فون کر کے آپ سے پوچھ لیں گے... وہ آئے یا نہیں۔''

''یہ ٹھیک رہے گا۔'' اس نے جلدی سے کہا... ظاہر ہے... اپنے
گھر میں بٹھا کر اسے بھی الجھن محسوس ہوتی... اس صورت میں الجھن
سے نجات مل رہی تھی۔

اس کا نمبر نوٹ کر کے وہ واپس روانہ ہوئے:

''معاملہ ہر لمحے پراسرار ہوتا جا رہا ہے... ابا جان ابھی دو روز
تک واپس نہیں آئیں گے... ان حالات میں کیوں نہ ہم اس کیس
میں انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو شرکت کی دعوت دے
دیں۔''

''نیکی اور پوچھ پوچھ۔'' فرزانہ بولی:

اب محمود نے خان رحمان کے نمبر ملائے:

''السلام علیکم انکل۔''

''اللہ کا شکر ہے... کسی نے مجھے انکل تو کہا۔'' دوسری طر[illegible]

[illegible]ے ظہور کی آواز سنائی دی۔

''ہائیں... ظہنکل اہور... یہ انکل خان رحمان کا موبائل آ[illegible]

کے ہاتھ کیسے لگ گیا۔''

''وہ نہا رہے ہیں... اور یہ آپ ہیں محمود بھائی... ارے [illegible]

مگر... یہ آپ نے پھر پرانے والا نام لے دیا۔''

''معافی چاہتا ہوں... آئندہ خیال رکھوں گا... ویسے آج کل

سوٹوں اور ہانڈیوں کے جلانے کی رفتار کیا ہے۔''

''بس کیا بتاؤں میرا اور سلمیٰ بیگم کا مقابلہ چل رہا ہے... اور خان

صاحب کا پارہ آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے۔''

''کیا کہہ رہے ہو اور کس سے کہہ رہے ہو...'' خان رحمان کی

دہاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''لل... لیجیے... آپ خود ہی بات کر لیجیے۔''

''السلام علیکم انکل۔''

''وعلیکم السلام... یہ تم ہو محمود... بہت خوب... جلدی سے یہاں

آ جاؤ... اور ظہور کے بچے کی درگت بنتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔''

''ظہور انکل باپ بن گئے ہیں... انہوں نے بتایا تک نہیں۔''

''دھت تیرے کی۔'' خان رحمان جھلا کر بولے۔

''مم معافی چاہتا ہوں انکل۔''

''چلو! تم بھی کیا یاد کرو گے... معاف کیا اور یہ بتاؤ فون کیسے

کیا... جمشید تو ان دنوں شہر میں ہے نہیں۔''

''تو کیا انکل... ان کی عدم موجودگی میں ہم آپ سے رابطہ نہیں

کر سکتے۔''

''ہزار بار کر سکتے ہو۔''

''تو پھر انکل... ایک کیس آڑے آ گیا ہے۔''

''اس کی تو ایسی کی تیسی۔'' خان رحمان نے غصے میں آ کر کہا۔

''کیا خیال ہے... آپ اور پروفیسر انکل ہمارا ساتھ دیں

گے۔''

''ہاں! کیوں نہیں... بہت مزہ رہے گا... اس مرتبہ ہم جمشید کے

بغیر کیس حل کریں گے۔''

''بس تو پھر آپ، پروفیسر انکل کو فون کر کے اپنے ہاں بلا لیں...

ہم آ رہے ہیں... ساتھ میں ظہور انکل کی [illegible] بھی دیکھ لیں گے۔''

"ہاں ہاں... میں فی الحال سزا کو روک لیتا ہوں... تمہارے آنے پر شروع ہوگی۔"

"یہی ہم چاہتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"تم فکر نہ کرو... آج اسے ایسی سزا دوں گا کہ یہ یاد ہی رکھے گا۔"

"ہم بہت جلد آرہے ہیں۔"

اور پھر وہ خان رحمان کے ہاں پہنچ گئے... ان کے تین منٹ بعد پروفیسر داؤد پہنچ گئے... اب خان رحمان بولے:

"پہلے تو ہو جائے ظہور کی سزا۔"

"جی نہیں۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"میں بھی یہی کہتا ہوں... نہیں۔" پروفیسر بولے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آج آپ ان کی سزا معاف کر دیں۔"

"ہائیں ایہ... یہ تم نے کیا کہہ دیا... آج تو اسے بہت خوفناک اور لمبی سزا دینے کا پروگرام تھا..."

"یہ پھر کسی دن سہی... اس وقت ایک کیس در پیش ہے... ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"چلو ظہور بھاگو... آج تم بچ گئے... لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔"

"اللہ کا شکر ہے... میں بکرے کی ماں نہیں ہوں۔" ظہور نے خوش ہو کر کہا۔

"دیکھا۔" خان رحمان ان کی طرف مڑے۔

"دیکھا نہیں... سنا۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"بلکہ دیکھا بھی اور سنا بھی۔" فرزانہ بولی۔

"اچھا بھائی تم جاؤ.. اور ان لوگوں کے لیے مزے مزے کی چیزیں تیار کراؤ۔"

"نہیں انکل... اتنا وقت نہیں ہے... ایک شخص کو زبردستی قتل کا مجرم بنایا جا رہا ہے... ہمیں اس کی مدد کرنی ہے... مجرم اس کے گرد جال تیزی سے بن رہے ہیں... اگر ہم حرکت میں نہ آئے تو وہ اسے پورا مجرم ثابت کر دیں گے... اور وہ بے چارہ جیل سے نکل نہیں پائے گا۔"

"ارے باپ رے... یہ تو بہت خوفناک بات ہے... رہنے دو ظہور... اور سلمٰی... ان حالات میں مزے مزے کی چیزیں کیا خاک مزہ دیں گی.. اور منہ کا ذائقہ خراب کریں گی... چلو بھئی... پھر

چلیں... کیا خیال ہے پروفیسر صاحب... میں کچھ غلط تو نہیں کر گیا۔''

''میں نے دھیان نہیں دیا۔'' پروفیسر بے دھیانی کے عالم میں بولے۔

''کس بات پر؟''

''اس بات پر کہ تم نے کچھ غلط کہا ہے یا نہیں۔'' پروفیسر نے مسکرا کر بتایا۔

اب وہ باہر نکل کر خان رحمان کی کار میں آبیٹھے... خان رحمان کار چلانے لگے... ایسے میں محمود کو چوکیدار کا خیال آگیا۔ اس نے اس کے پڑوسی کے نمبر ملائے اور اس کی آواز سن کر بولا:

''میں محمود ہوں... تھوڑی دیر پہلے آپ سے ملاقات کی تھی ہم نے...''

''مجھے یاد ہے اور میں نے اسی وقت سے نواز خان کا دھیان رکھا ہوا ہے، لیکن وہ اب تک نہیں آیا۔''

''کیا یہ بات عجیب نہیں... کہ دروازہ کھلا چھوڑ کر یہ صاحب غائب ہوگئے۔'' محمود نے کہا۔

''بہت زیادہ حیرت انگیز ہے اور میں اس کے لیے بہت فکرمند

ہوں۔''

''ہم آرہے ہیں... اور دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔''

پھر وہ چوکیدار کے دروازے پر پہنچ گئے... اسی وقت اس کا پڑوسی باہر نکل آیا:

''ہم آپ کی موجودگی میں گھر کا اندر سے جائزہ لینا چاہتے ہیں... ہمارا تعلق پولیس سے ہے... ابھی ہم فون کر کے یہاں پولیس کو طلب بھی کریں گے۔''

''کک... کیوں... اس کی کیا ضرورت ہے۔''

''چوکیدار نواز خان کی تلاش کے لیے پولیس کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی... ہمارا خیال ہے... اسے کچھ لوگوں نے اغوا کر لیا ہے۔''

''کیا!!!'' وہ چلا اٹھا... اس کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں۔

''آپ پریشان نہ ہوں... ہم انہیں ان شاء اللہ تلاش کر لیں گے... اب اگر آپ اجازت دیں تو ہم اندر کی تلاشی لے لیں... ورنہ پھر پہلے پولیس کو بلا لیتے ہیں... بلکہ یہ زیادہ مناسب رہے گا...

اس صورت میں ہمارے ساتھی ناراض نہیں ہوں گے۔" محمود نے کہا اور اپنے ساتھیوں کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ انہوں نے بھی سر ہلا دیے۔

اب محمود نے انسپکٹر فضلی کے نمبر ملائے... ان کی آواز سن کر اس نے کہا:

"ہمیں افسوس ہے انکل... ایک بار پھر آپ کو پریشان کر رہے ہیں۔"

"مجھے تم لوگوں کی بس یہی عادت پسند نہیں... جب کسی کیس پر کام شروع کرتے ہو تو بس ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہو ... درمیان میں کہیں سانس نہیں لیتے... کیس نہ ہوا اوڑھنا بچھونا ہو گیا... ایک ہم ہیں... ایک کیس کو ہاتھ میں لیتے ہیں تو ایک دو ماہ تک تو اس پر کام ضرور کرتے ہیں... اور تم لوگ... بس ادھر کیس ہاتھ میں لیا... ادھر ختم... ہے کوئی تک... خیر! کہو... اب کیا ہوا ہے۔"

"آپ کے چوکیدار غائب ہیں۔"

"میرے چوکیدار... میرے چوکیدار کون سے۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ سمجھے نہیں... وہ چوکیدار جس نے عابد شیرازی کو شناخت کیا ہے۔"

"کیا ہوا اسے، وہ غائب ہے۔"

"ہاں جناب! اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس سازش میں اس سے بھی کام لیا گیا ہے... یعنی اسے پہلے ہی سمجھا دیا گیا تھا کہ تین آدمی سکندر بھائی سے ملنے کے لیے آئیں گے... آپ ان میں سے ایک آدھ کا حلیہ ضرور ذہن نشین کر لیجیے گا... بعد میں جب آپ سے پوچھا جائے تو وہ حلیہ بیان کر دیں... اس کام کا اسے ظاہر ہے اچھا بھلا معاوضہ دیا گیا ہوگا۔"

"ہوں! ہم اس پہلو سے بھی کیس کا جائزہ لیں گے... میں آ رہا ہوں... تم لوگ یہیں ٹھہرنا۔"

"اچھی بات ہے۔"

جلد ہی انسپکٹر فضلی اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ وہاں آ گئے... وہ بڑے بڑے منہ بنا رہے تھے:

"میں دعا کرتا ہوں... اس کیس سے تم لوگوں کو دلچسپی فوری طور پر ختم ہو جائے تا کہ میں اپنے طور پر آرام سے کام کر سکوں ارے ہائیں... یہ کیا... پروفیسر صاحب آپ اور خان رحمان آپ بھی

''... آپ لوگ بھی ان کے ساتھ مارے مارے پھرتے ہیں... حیرت ہے... افسوس ہے... آخر آپ کو کیا ملتا ہے۔''

'' انسپکٹر صاحب... آپ نے یہ تو سنا ہوگا... شوق کا کوئی مول نہیں ہوتا... تو ایک بات تو یہ ہے کہ یہ ہمارا شوق ہے... دوسری بات بھی بتا دیں۔'' یہ کہتے ہوئے خان رحمان مسکرائے۔

'' ہاں ہاں خان رحمان ضرور بتا دو... تا کہ بے چارے انسپکٹر صاحب کی الجھن دور ہو جائے۔''

'' اچھی بات ہے پروفیسر صاحب... دوسری بات یہ ہے کہ ہم آخر ان کے دوست ہیں اور یہ ہمارے دوست ہیں... لہٰذا جہاں یہ وہاں ہم... جہاں ہم، وہاں یہ۔''

'' اچھا چھوڑیں... یہ بتائیں... یہاں آنے کا خیال کیسے آ گیا۔''

'' اسی خیال سے آئے تھے کہ چوکیدار اس سازش میں شریک لگتے ہیں، چلو ان سے بھی دو چار سوالات ہو جائیں... یہاں پہنچے... تو دستک دی، کوئی جواب نہ ملا... یہاں تک کہ تین بار دستک دی... اس سلسلے میں دروازے کو جو دھڑ دھڑایا تو پٹ کھل گئے... مطلب یہ کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا... تب تو ہم پریشان ہو گئے... ہم نے

سوچا کہ ہم خود کوئی قدم نہ اٹھائیں... چنانچہ پہلے ہم نے ان کے پڑوسی کو باہر بلایا... انہیں صورت حال سمجھائی... صرف انہیں اندر بھیجا کہ صورت حال کچھ تو معلوم ہو... انہوں نے باہر آ کر بتایا کہ اندر چوکیدار نہیں ہے... تب ہم نے آپ کو بلانے کا فیصلہ کیا۔''

'' مطلب یہ کہ تم ابھی تک اندر نہیں گئے۔''

'' نہیں... آپ سے پوچھ لیں۔''

'' ان سے کیسے پوچھ لوں... ہو سکتا ہو... تم اندر پہلے ہو آئے ہو اور انہیں بعد میں باہر بلایا ہو۔''

'' ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی... لیکن آپ جو چاہیں، سمجھ لیں۔'' محمود نے جھلا کر کہا۔

'' تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے محمود... انسپکٹر صاحب! اب آپ ہم سے جواب سنیں... انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے جھوٹ سے نفرت کرتے ہیں... سمجھے آپ... اگر یہ اندر چلے گئے ہوتے تو اس بات کو ہرگز نہ چھپاتے۔'' پروفیسر داؤد نے تلملائے ہوئے لہجے میں کہا۔

'' خیر خیر... آیئے، ہم اندر کا جائزہ لے لیں... یہ چوکیدار صاحب آخر کہاں چلے گئے۔'' انہوں نے جلدی سے کہا، پھر اندر داخل ہو گئے۔

وہ ایک چھوٹا سا مکان تھا... اس میں صرف ایک کمرہ تھا... ایک غسل خانہ اور ایک باورچی خانہ تھا۔ انہوں نے کمرے پر نظر دوڑائی... ہر چیز الٹ پلٹ پڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہاں کافی ہنگامہ ہوا ہے۔

"لگتا ہے... چوکیدار کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"اللہ کا شکر ہے... آپ نے یہ بات تسلیم کر لی... اس کا صاف مطلب یہ کہ قتل کی اس سازش میں چوکیدار سے بھی کام لیا گیا تھا... جب انہوں نے دیکھا کہ اب ہم چوکیدار کے بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے ہیں... کہیں وہ ان کے بارے میں کوئی بات نہ بتا دے، لہٰذا انہوں نے اسے اغوا کر لیا..."

"ہاں! ایسا ہی لگتا ہے..."

"تب پھر اب آپ یہ بھی مان لیں کہ عابد شیرازی بے گناہ ہے۔"

"ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا... تاہم ضمانت تو اس کی ہو ہی گئی ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... خیر آپ یہاں سے انگلیوں کے نشانات اٹھوا لیں۔"

"مجھے محکمانہ کارروائیاں نہ سکھاؤ... میں جانتا ہوں... مجھے کیا

کرنا ہے اور کیا نہیں..." انہوں نے منہ بنایا۔

"آئیے انکل چلیں... یہ تو برا مان گئے... ہم تو ان کی مدد کرنا چاہتے تھے۔"

"جائیں جائیں... میں اپنا کام خود کر لوں گا۔"

وہ کمرے سے نکلنے لگے... ایسے میں فرزانہ دھڑام سے گری۔

"حد ہو گئی... گرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔" فاروق چلا اٹھا۔

"تمہیں کیا ہے... وہ تو چلو گر گئی ہے... تم کیوں چیخ رہے ہو۔"

"اس کا سر میری پنڈلی کی ہڈی پر لگا اور مجھے دن میں تارے نظر آ گئے ہیں۔"

"اللہ کا شکر ادا کرو... اگر تمہیں رات میں تارے نظر آتے ہوتے تو کیا ہوتا۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"ہے کوئی تک اس بات کی انکل۔" فاروق نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"پتا نہیں... پہلے فرزانہ کو تو اٹھاؤ۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"میں اٹھ رہی ہوں... ان کی مدد کے بغیر۔"

اور پھر فرزانہ اٹھ کر کپڑے جھاڑنے لگی... جلد ہی وہ کمرے سے نکل آئے... اور گاڑی میں بیٹھ گئے... جونہی گاڑی آگے بڑھی...

پیچھے سے انسپکٹر فضلی کی چیختی آواز سنائی دی:

''ٹھہریں!''

☆☆☆☆☆

آر کے

خان رحمان نے گاڑی روک لی... فوراً ہی انسپکٹر فضلی کھڑکی تک آ گیا اور بولا:

''فرزانہ نے اس کمرے سے کوئی چیز اٹھائی ہے... چونکہ یہ کیس قتل کا ہے اور اس کی تفتیش میرے ذمے ہے، اس لیے اس چیز کو یہ نہیں لے جا سکتی۔''

''آپ کو خوش فہمی ہوئی ہے۔'' فرزانہ فوراً بولی۔ ساتھ ہی مسکرائی بھی۔

''حد ہو گئی... اتنا بھی معلوم نہیں اسے کہ خوش فہمی کس موقعے پر بولا جاتا ہے اور غلط فہمی کس پر... یہ کہنا چاہیے تھا... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔''

''تم چپ نہیں رہ سکتے۔'' محمود نے اسے گھورا۔

"کیوں نہیں... چپ رہنے کو میں بھلا کیوں چپ نہیں ر
سکتا..." فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

"فرزانہ! تم نیچے اتر آؤ... اور وہ چیز میرے حوالے کر دو۔ ور
تمہاری تلاشی لی جائے گی اور اگر وہ تم سے نہ ملی تو پھر اس پوری گا
کی تلاشی لی جائے گی... بلکہ ان چاروں حضرات کی بھی۔"

"ہائیں! آپ ہمارے پروفیسر انکل کی تلاشی لیں گے... ا
خان رحمان کی تلاشی لیں گے... آپ کو معلوم نہیں، یہ کس مرتبے
لوگ ہیں۔" محمود نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"قانون سب کے لیے برابر ہے۔"

"ٹھیک ہے بھئی... کیوں لڑتے ہو، ہمارا کیا جاتا ہے...
دے دیتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے انکل۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب... تت... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"اگر ہم چاہیں... تو آپ تلاشی نہیں دے سکتے۔" محمود بو

"لیکن محمود... اس کا کوئی فائدہ نہیں... آخر ہمارا کیا
ہے... اگر ہم تلاشی دے [illegible]

[illegible]... آپ کہتے [illegible] دے دیتے ہیں تلا

محمود نے کندھے اچکائے، پھر فرزانہ کی طرف مڑ کر بولا۔

"دے دو بھئی فرزانہ تلاشی۔"

"تم کہتے ہو تو دے دیتی ہوں ورنہ۔"

"اچھا بس... اب اس ورنہ کو رہنے دیں۔" انسپکٹر فضلی
جھلا اٹھے۔

وہ نیچے اتر آئی... انسپکٹر فضلی اس کی طرف بڑھا... اس نے
فرزانہ کی تلاشی لی... لیکن کوئی چیز برآمد نہ کر سکا... پھر اس نے باری
باری ان سب کی تلاشی لی... کسی کے پاس کوئی چیز نہ ملی۔ آخر تھک کر
اس نے گاڑی کی بھی تلاشی لی اور مایوس ہو کر بولا:

"تو میرا خیال غلط نکلا۔"

"اب ہمیں کیا معلوم کہ آپ کا کیا خیال تھا اور کس سلسلے میں تھا
اور کیوں تھا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

انسپکٹر فضلی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا... پھر
بولے:

"میرا خیال تھا... فرزانہ نواز خان کے کمرے میں جان بوجھ کر
گری ہے... اسے وہاں کوئی خاص چیز نظر آ گئی تھی اور اس طرح گر کر
اس نے دراصل وہ چیز اٹھائی ہے۔"

''اوہ! تو یہ خیال تھا آپ کا۔'' محمود نے چونکنے کے انداز میں
کہا۔

''ہاں! یہی بات ہے۔''

''خیال تو خیر برا نہیں تھا... لیکن کیا کیا جائے، مجبوری ہے۔''
فاروق مسکرایا۔

''ہے کوئی تک اس جملے کی۔'' انسپکٹر فضلی نے تلملا کر کہا۔

''پپ پتا نہیں... آپ کیا کہتے ہیں انکل۔'' فاروق پروفیسر
داؤد کی طرف مڑا۔ انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور
بولے:

''کس سلسلے میں۔''

''لیجیے! آپ کو معلوم ہی نہیں... میں نے یہ جملہ کس سلسلے میں بولا
ہے۔''

''نن نہیں... میں ذرا کچھ اور ہی خیالات میں گم تھا۔''

''اچھا بابا... آپ لوگ جائیں... آپ تو کر دیں گے میرا دماغ
خالی۔''

''یہ صرف آپ کی سوچ ہے... ہم تو ایسی بات سوچ بھی نہیں
سکتے۔''

''مطلب یہ کہ سوچ ہے اپنی اپنی۔''

''تو پھر تو یہ... جائیں۔''

''چلیے انکل... یہ تو ناراض ہو گئے اور اگر ہم کچھ دیر اور یہاں
رکے رہے... تو لال پیلے ہو جائیں گے۔''

خان رحمان نے گاڑی آگے بڑھا دی... چند منٹ بعد فاروق کی
آواز ابھری:

''ہاں فرزانہ اب بتاؤ... کیا چیز ہے وہ۔''

''کلائی میں پہننے والی ایک سنہری چین... غنڈہ قسم کے لوگ عام
طور پر ایسی چیزیں کلائی میں پہنتے ہیں... یہ عام طور پر اس بات کی
علامت ہوتی ہے کہ ہم دادا قسم کے لوگ ہیں۔ ہم سے بچ کر رہنا۔''

''اس کا تو پھر صاف مطلب یہ ہے کہ نواز خان کو کچھ لوگوں نے
اغوا کر لیا ہے۔ اغوا کرنے والوں میں سے ایک کے ہاتھ میں یہ چین
تھی... اس دوران یہ اس کی کلائی سے نکل گئی... ڈھیلی ہو گی، یہ لو تم
بھی دیکھ لو۔'' فرزانہ نے کار کے ایک خفیہ خانے سے وہ نکال کر دی۔

''اور اس کے کلپ پر آر کے (R.K) لکھا ہے۔'' محمود بول
اٹھا۔

''R.K... بھلا آر کے سے کیا بنتا ہو گا۔''

"نام تو نہ جانے کتنے بنتے ہوں گے... میں انکل اکرام سے رابطہ کرتا ہوں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا اور اکرام کے نمبر ملانے لگا... نمبر ملتے ہی اس کی آواز سنائی دی:

"السلام علیکم محمود... خیر تو ہے۔"

"پتا نہیں۔"

"کیا پتا نہیں۔" اکرام بولا۔

"یہ کہ خیر ہے یا نہیں۔"

"اچھا بھائی... یہ بتاؤ... فون کس لیے کیا ہے۔"

"آر کے۔" اس نے کہا۔

"آر کے کیا۔" اکرام چونکا۔

"ہمیں ایک کمرہ واردات سے ایک چین ملی ہے... اس پر آر کے لکھا ہے۔"

"کیا... نہیں۔" اکرام چلا اٹھا۔

"کیا ہوا انکل... خیر تو ہے۔"

"آپ لوگ اس وقت کہاں ہیں؟"

"راستے میں۔" محمود ہنسا۔

"کون سے راستے میں... جلدی بتاؤ... تم لوگ خطرے میں

ہو۔" اکرام کی آواز کپکپی تھی۔

محمود نے مختصر طور پر اسے بتا دیا... اس کے خاموش ہوتے ہی اکرام نے کہا:

"آپ لوگ فوراً دفتر آجائیں... ادھر ادھر مڑنے کی کوشش نہ کریں... کوئی کسی حرکت سے اپنے تعاقب پر مجبور کرے تو بھی تعاقب نہ کریں... بس سیدھے دفتر آجائیں۔"

"آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"میں آپ کو کیا ڈراؤں گا... ڈر تو میں خود رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... ہم آرہے ہیں۔"

"اللہ کرے آپ لوگ خیریت سے آجائیں۔"

"آمین۔"

اور پھر وہ اکرام کے دفتر پہنچ گئے... اکرام نے چھوٹتے ہی کہا:

"کہاں ہے وہ زنجیر۔"

محمود نے زنجیر اس کے سامنے رکھ دی... اسے دیکھتے ہی وہ اچھل پڑا... اس کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں... پھر اس کے منہ سے نکلا:

"اُف مالک"

''بات کیا ہے انکل۔''

''یہ واقعی آر کے کی چین ہے... حیرت ہے... اس معاملے سے اس کا کیا تعلق... خیر پہلے تم تفصیل سناؤ۔''

محمود نے پوری بات بتادی... محمود کے خاموش ہوتے ہی اکرام نے کہا:

''تب تو پھر عابد شیرازی بھی خطرے میں ہے... بلکہ اب تک تو شاید وہاں کچھ ہو بھی چکا ہوگا۔''

''کیا... نہیں!'' وہ چلا اٹھے۔

پھر وہ سب خان رحمان کی گاڑی میں آندھی اور طوفان کی طرح عابد شیرازی کے دروازے پر پہنچے... دروازہ چوپٹ کھلا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کا ماتھا ٹھنکا...

''آؤ...'' اکرام بولا۔

وہ اندر داخل ہوگئے... اندر عابد شیرازی نہیں تھا... پورے گھر کو الٹ پلٹ کر دیا گیا تھا... گویا خوب اچھی طرح تلاشی لی گئی تھی... پورے گھر میں کوئی چیز موجود تھی تو صرف وہ تصویر جو اس سے بنوائی گئی تھی... یعنی سکندر بھائی کے قتل ہونے والے منظر کی تصویر... اس تصویر کو دیکھ کر نہ جانے کیوں انہیں خوف محسوس ہونے لگا:

''مارا گیا بے چارہ...'' اکرام بڑبڑایا۔

''آخر کیوں... اس سارے معاملے سے اس کا کوئی تعلق نہیں... اس نے تو ان کے کہنے پر صرف وہ تصویر بنائی تھی۔''

''بس میرا دل کہہ رہا ہے... اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ہو چکا ہے... اور شاید وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔''

''اُف مالک! یہ سب کیا ہو رہا ہے... لیکن انکل! آپ نے ہمیں آر کے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔''

''ہمارے ملک میں آر کے بہت دنوں سے پراسرار طور پر اپنا کام دکھا رہا ہے... اس سے پہلے بھی آر کے کے نام کی زنجیر قتل کی تین وارداتوں سے مل چکی ہے۔''

''ارے باپ رے۔'' خان رحمان نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے... آج تک اس کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔''

''نہیں... افسران کا خیال ہے... وہ جہاں واردات کرتا ہے... اپنی زنجیر وہاں خود گراتا ہے... تاکہ اس کا نام دہشت کا نشان بن جائے... لوگ اس نام سے خوف کھانے لگیں۔''

"ہوں... اب پھر انسپکٹر فضلی صاحب کو فون کرنا ہوگا، وہ پہلے ہی بہت جھلائے ہوئے ہیں۔" محمود ہنسا۔

"لیکن اس میں ہمارا کیا قصور... البتہ ہم ایک کام کر سکتے ہیں۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"وہ کیا؟" سب ایک ساتھ بولے۔

"انہیں اطلاع دے کر ہم یہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔" محمود نے فوراً کہا۔

اب پھر محمود نے انسپکٹر فضلی کو فون کیا... ان کی آواز سنتے ہی اس نے کہا:

"ہمیں افسوس ہے انکل۔"

"کس بات پر؟" وہ جھلا کر بولے۔

"اس بات پر کہ ایک اور واردات ہو گئی ہے۔"

"جس معاملے میں تم دخل اندازی کر بیٹھو، وہاں تو یہی ہوگا... خیر... اب کیا ہوا؟"

"عابد شیرازی کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"کیا!!!" اس نے چیخ کر کہا۔

"اب آپ مہربانی فرما کر یہاں بھی تشریف لے آئیں اور اپنی

کارروائی پوری کر لیں..."

"میں آ رہا ہوں۔"

"اور ہم جا رہے ہیں۔"

"نہیں تم یہیں ٹھہرو۔"

"یہاں ہمارا کوئی کام نہیں... اس لیے رک کر کیا کریں گے... ہم تو ان صاحب سے ملنے کے لیے آئے تھے... تاکہ سوالات کر سکیں..."

"اچھی بات ہے... میں دیکھ لوں گا... کیس کے سلسلے میں کوئی بات معلوم ہو تو مجھے ضرور بتا دینا۔" انہوں نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا... شاید اس کیس میں پیش آنے والے پے در پے واقعات نے انہیں پریشان کر دیا تھا... اور ابھی تو انہیں آر کے کے بارے میں معلوم نہیں تھا... لہٰذا محمود نے کہا:

"جہاں تک ممکن ہوا، ہم آپ کو اطلاع دیتے رہیں گے۔"

"جہاں تک ممکن ہوا کا کیا مطلب؟"

"اس کا مطلب ہے... جہاں تک ممکن ہوا۔" محمود نے ہنس کر کہا اور فون بند کر دیا۔

"اب ہمیں کہاں جانا چاہیے... ہم اس کیس کے سلسلے میں بھلا

کیا قدم اٹھا سکتے ہیں۔'' فرزانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''دور دور تک کوئی سرا نظر نہیں آرہا۔'' فاروق کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

''شاید اس کی وجہ یہ ہے... ارے نہیں... ہمارے پاس قدم اٹھانے کی سمت موجود ہے۔'' محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

''کیا مطلب؟'' خان رحمان نے چونک کر کہا۔

''سکندر بھائی خان محکمہ خارجہ میں ہیڈ کلرک تھے... ہم ان کے دفتر چلتے ہیں... اس جرم کا تعلق ضرور ان کے دفتر سے ہے۔''

''واہ... بہت خوب... چلو جلدی کرو۔''

وہ دفتر خارجہ پہنچے... دفتر بند ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا... انہوں نے جلد ہی اس کا دفتر تلاش کر لیا... وہاں اس کے ماتحت کلرک موجود تھے... سب کے سب اداس نظر آئے... انہوں نے اپنا تعارف کرایا... پھر محمود نے کہا:

''ہم اس کیس پر کام کر رہے ہیں... اور آپ لوگوں سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں۔''

''انسپکٹر فضلی صاحب کا فون آیا تھا... انہوں نے کہا ہے کہ آپ لوگ آئیں گے... آپ کو کچھ نہ بتایا جائے۔''

''یہ ہے کیس میں روڑے اٹکانے والی بات خیر! اب ان صاحب کا انتظام کرنا ہی پڑے گا۔''

یہ کہہ کر محمود نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے... اور انہیں ساری صورت حال بتائی... وہ سن کر بولے:

''لیکن بھئی... اس کیس سے تو تم لوگوں کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا...''

''اس کیس میں آر کے کا ہاتھ ہے۔'' خان رحمان بول اٹھے۔

''او ہو اچھا...'' وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

''جی ہاں! ان حالات میں ہم چاہتے ہیں، اس کیس پر کام کریں۔''

''ٹھیک ہے... تم لوگ پوری طرح آزاد ہو... کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی...''

''فی الحال تو ہم دفتر خارجہ میں موجود ہیں اور یہاں کے عملے سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں... لیکن انسپکٹر فضلی صاحب نے انہیں پابند کر رکھا ہے۔''

''ٹھیک ہے... میں فون کرتا ہوں انہیں۔''

پھر چند منٹ بعد دفتر خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری کو فون موصول

ہوا... انہوں نے فوراً انہیں اپنے دفتر میں بلالیا... ان کے دروازے
پر لگی نام کی تختی پر صولت یزمانی لکھا تھا... وہ اندر داخل ہوئے...
صولت یزمانی اپنی شان دار میز کے پیچھے ایک بڑی کرسی پر بیٹھے تھے۔
انہوں نے عینک میں سے ان کی طرف دیکھا... اور قدرے ناخوش
گوار انداز میں بولے:

"جی... فرمائیے... کیا کام ہے آپ کو۔"

لہجہ کافی خشک تھا... محمود کو کافی تاؤ آیا... اس نے کہا:

"آئی جی صاحب نے آپ کو فون کیا ہے نا۔"

"آپ میرے دفتر کے کلرک سیکشن سے سوالات کرنا چاہتے
ہیں۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔" محمود نے کہا۔

"یہ تینوں تو چلو انسپکٹر جمشید کی اولاد ہیں... ان کا تو کام ہے
سراغ رسانی کرتے پھرنا... پروفیسر صاحب آپ اور خان رحمان
صاحب کیوں ان کے ساتھ دھکے کھا رہے ہیں۔"

"ان کے ساتھ رہنے میں جو مزہ ہے... وہ آپ کو معلوم نہیں...
آپ اس بات کو جانے دیں اور اپنے عملے کو ہدایات دیں کہ وہ
ہمارے سوالات کے جوابات دیں۔"

"میں ابھی آپ لوگوں کے سامنے انہیں ہدایات دیتا ہوں۔"
یہ کہ کر انہوں نے گھنٹی بجائی... چپراسی اندر داخل ہوا تو وہ فوراً
ے:

"کلرک صاحبان کو بلا لائیں۔"

"بہت بہتر سر۔" اس نے کہا اور ایڑیوں پر گھوم گیا... انہیں اس
اس طرح ایڑیوں پر گھوم جانا بہت عجیب سا لگا:

"ایک منٹ... ذرا رکیے۔" فرزانہ فوراً بول اٹھی۔

وہ چونک کر مڑا... اس کے چہرے پر حیرت نظر آئی، پھر اس کے
ت ہلے:

"آپ نے مجھ سے کہا؟" اس کا لہجہ عجیب سا لگا۔

"ہاں جناب آپ کا نام؟"

"جی میرا نام... میرا نام اکرم فیض ہے۔"

"آپ کہاں رہتے ہیں۔"

"جی میں... کیوں! آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"یزمانی صاحب... انہیں ہدایات دی جائیں... کہ یہ ہمارے
لات کے جوابات دے دیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی... آپ آئے تو ہیں میرے کلرک سیکشن سے

اور سوالات کرنے لگ گئے میرے چپراسی سے

سوالات کرنے... اور سوالات کریں گے۔'' فاروق مسکرایا۔

''ہم تو آپ سے بھی سوالات کریں گے۔''

''خیر! اس بات کو تو رہنے دیں۔'' صولت یزمانی نے منہ بنایا۔

''کس بات کو؟'' محمود نے پوچھا۔

''اس بات کو کہ آپ لوگ مجھ سے بھی سوالات کر سکتے ہیں۔''

''آپ کا مطلب ہے... ہم آپ سے سوالات نہیں کر سکتے'' محمود نے تنگ کر کہا۔

''ہاں! میرا مطلب یہی ہے۔''

''اچھی بات ہے... پہلے ہم ذرا آپ کے چپراسی سے بات کر لیں... پھر کلرکوں سے بات کریں گے... اور اس کے بعد

ہے۔''

''میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں... میں چھوٹے لوگوں منہ نہیں لگاتا۔''

''خیر... کوئی پروا نہیں... آئیں بھئی ہمارے ساتھ۔'' نے اٹھتے ہوئے اکرم فیض سے کہا۔

''کہاں لے چلے اسے۔''

''ہم ایک الگ کمرے میں بیٹھ کر سوالات کریں گے۔''

''میرے دفتر کا ساتھ والا کمرہ انتظار گاہ ہے... اس میں چلے جائیں۔'' ان کا لہجہ اب بھی ناخوش گوار تھا۔

وہ اس کمرے میں آ گئے وہاں کرسیاں موجود تھیں۔ ان پر بیٹھنے کے بعد محمود نے اکرم فیض سے کہا:

''تو آپ کا نام اکرم فیض ہے۔''

''ہاں!'' اس نے پچھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''آپ یہاں کب سے ملازم ہیں۔''

''مجھے آٹھ دس سال تو ہو ہی گئے ہیں۔''

''اور صولت یزمانی صاحب یہاں کب سے ہیں۔''

''انہیں آئے ہوئے تو ابھی چھ ماہ ہی ہوئے ہیں۔'' اس نے بتایا۔

''آپ اپنا پتا اور موبائل نمبر لکھوا دیں۔''

''اس کی کیا ضرورت ہے۔''

''بس ضرورت ہے... ہم اس وقت سکندر بھائی خان کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں۔ جوابات نہ دینے کی صورت میں آپ کو پولیس سٹیشن لے جائیں گے... اور وہاں سوالات کریں گے۔''

''آخر میں نے کیا جرم کیا ہے۔''

"لگتا ہے... آپ کو پولیس اسٹیشن لے جانا ہوگا... وہاں جواب دیں گے آپ سیدھے طریقے سے۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ جائیں..." محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

وہ پھر ایڑیوں پر گھوم گیا... گویا یہ اس کی عادت تھی... لیکن جس طرح اکڑ کر وہ بات کر رہا تھا... اس سے بہر حال وہ الجھن میں مبتلا ہو گئے تھے۔

اس کے جانے کے بعد ایک کلرک اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے:

"تشریف رکھیے... آپ کا نام۔"

"فواد احمد۔"

"سکندر بھائی خان کیسے آدمی تھے۔" فرزانہ نے سوالات شروع کیے۔

"بہت ہی نیک اور بہت ہی ایمان دار۔" اس نے فوراً کہا۔

"ہوں... یہاں ان کی کسی سے کوئی مخالفت تو نہیں تھی۔"

"جی نہیں... بالکل بھی نہیں۔"

"وقت آنے پر آپ کو بتائیں گے کہ آپ نے کیا جرم کیا ہے۔"

آخر اس نے فون نمبر اور گھر کا پتا لکھوا دیا... انہوں نے اسی وقت موبائل پر اس کے نمبر ڈائل کیے تو گھنٹی بجنے لگی۔ گویا نمبر اس نے درست بتایا تھا:

"آپ جائیں... آپ سے آپ کے گھر آ کر بات کریں گے۔"

"آخر کیوں..." اس نے بھنا کر کہا۔

"ہم بتا چکے ہیں کہ ہم قتل کے ایک کیس پر کام کر رہے ہیں اور مقتول آپ کے دفتر میں کام کرتا تھا... سمجھے جناب... اب آپ جائیں اور کلرکوں کو باری باری آنے کے لیے کہہ دیں۔"

"اچھی بات ہے..." اس نے منہ بنایا اور ایک بار پھر ایڑیوں پر گھوم گیا... انہیں پھر عجیب سا احساس ہوا:

"ایک منٹ رکیے ذرا۔" فرزانہ چلا اٹھی۔

وہ پھر چونک کر مڑا اور چلا اٹھا:

"اب کیا ہے۔"

"واپس اندر آئیں۔"

"یہ لیں... آ گیا۔" اس نے پیر پٹخے۔

"آپ پھر انہیں کسی نے کیوں قتل کر دیا بھلا؟"

"جی بھلا میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"سنا ہے... وہ کچھ دنوں سے پریشان تھے۔"

"ہاں! یہ بات تو خیر سب نے محسوس کی تھی، ہم سب نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ کیا بات ہے... آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں... لیکن انہوں نے کسی کو بھی وجہ نہیں بتائی تھی... بہرحال یہ بات طے ہے کہ وہ کسی خاص وجہ سے بہت پریشان تھے اور وہ بات تھی بھی ایسی کہ کسی سے اس کا ذکر نہیں کر سکتے تھے..."

"ہاں! انہوں نے اپنے گھر میں بھی کسی کو کچھ نہیں بتایا... ان کی پریشانی گھر کے افراد نے بھی بھانپ لی تھی..."

"ہمیں بھی اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔"

"صولت یزمانی صاحب سے ان کے تعلقات خراب تو نہیں تھے۔" فرزانہ بولی۔

"بالکل نہیں... یزمانی صاحب ٹھہرے بڑے افسر... ہیڈ کلرک کے عہدے کا آدمی بھلا اپنے آفیسر سے کیسے بگاڑ سکتا ہے... یوں بھی سکندر بھائی انہیں بہت پسند کرتے تھے۔ ان کی تعریف کرتے تھے۔"

"میرا مطلب ہے... ہو سکتا ہے، یزمانی صاحب کا ان سے کوئی

مطالبہ ہو... لیکن انہوں نے ان کا مطالبہ پورا نہ کیا ہو..."

"ہمیں ایسی کسی بات کا علم نہیں، یوں بھی یزمانی صاحب کے عہدے کا آدمی ماتحت کو حکم دیا کرتا ہے۔"

"ہوں... ٹھیک ہے... آپ جا سکتے ہیں... اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو بھیج دیں۔"

"جی ہاں! میں بھیجتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور کمرے سے نکل گیا... جلد ہی ایک اور کلرک ٹائپ آدمی اندر داخل ہوا:

"آپ کیا جانتے ہیں، اس بارے میں، چند دن سے سکندر بھائی جان بہت پریشان تھے۔"

"ہاں! اور یہ بات ہم ان سے پوچھ بھی چکے تھے، لیکن انہوں نے کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"مطلب یہ کہ ہم سب کو بس اتنا معلوم ہے کہ وہ چند دن سے بہت پریشان تھے... کیوں پریشان تھے، یہ کسی کو معلوم نہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"مطلب یہ کہ آپ بھی ہماری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔" محمود نے منہ بنایا۔

''جو معلومات ہیں، وہی دے سکتے ہیں۔'' اس نے کہا۔

''اچھی بات ہے... آپ بھی جا سکتے ہیں... اپنے اگلے ساتھی

بھیج دیں۔''

''جی اچھا!'' اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

انہوں نے بھی سے بات کی، لیکن کچھ معلوم نہ کر سکے:

''لگتا ہے... ہماری تفتیش کی گاڑی ٹھپ ہو گئی ہے۔'' فر

کے لہجے میں قدرے جھلاہٹ تھی۔

''جس شخص سے کچھ معلوم ہو سکتا تھا، اسے موت کے گھاٹ

دیا گیا ہے... ادھر ہمارے انکل اکرام کو آر کے بارے م

معلوم نہیں... صرف اتنا جانتے ہیں کہ آر کے ایک تنظیم ہے...

جہاں واردات کرتی ہے، وہاں اپنی چین گرا جاتی ہے... تاک

فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

''تاکہ کیا... یہ تم بات کرتے کرتے رک کیوں جاتی ہو۔''

''اس لیے کہ پتا چل جائے... تم دلچسپی سے سن ر

نہیں۔'' وہ مسکرائی۔

''اچھا زیادہ باتیں نہ بناؤ... اور تاکہ سے آگے جملہ پورا

''تاکہ اس گروہ کی شہرت میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔''

''یہ بات تو خیر مانی جا سکتی ہے... لیکن اس سے ہمیں اپنے کیس میں بھلا کیا مدد مل سکتی ہے۔''

''جائے واردات سے انکل فضلی نے انگلیوں کے نشانات ضرور اٹھوائے ہوں گے... انکل اکرام کو اگر وہ نشانات دے دیے جائیں تو ضرور کوئی کام کا آدمی سامنے آ سکتا ہے۔''

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات...'' محمود نے چٹکی بجائی اور اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔ سلسلہ ملنے پر وہ بولا:

''انکل... چوکیدار نواز خان کے کمرے سے انگلیوں کے نشانات تو ضرور ملے ہوں گے... اگر آپ انسپکٹر فضلی صاحب سے وہ نشانات...''

''وہ کبھی نہیں دیں گے... ایک ہی بات کہیں گے... یہ کیس ان کے علاقے کا ہے... اس پر وہ کام کر رہے ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے... گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا۔''

''گھی کا تو مجھے پتا نہیں... میں تو انگلیوں کے نشانات کی بات کر رہا ہوں۔''

''وہی وہی... خیر... ہم شیخ صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔''

''اس طرح تو گھی نکل آئے گا۔'' اکرام ہنسا۔

''ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ کسی کا آپ کو کوئی پتا نہیں۔''

''اب مجھے کیا پتا تھا کہ اتنی جلدی پتا چل جائے گا۔''

محمود ہنس دیا... پھر اس نے شیخ صاحب کو فون کیا... انہوں نے فوری طور پر انسپکٹر فضلی کو ہدایات دیں... اور جلد ہی ان کا فون اکرام کو موصول ہو گیا... اکرام نے انہیں فون کیا اور بولا:

''کام بن گیا... نشانات بجھوائے جا رہے ہیں۔''

''بہت خوب! ان نشانات میں سے اگر کوئی نشان آپ کے ریکارڈ سے مل جائے، تو ہمیں فوراً بتائیے گا۔''

''ٹھیک ہے... تم فکر نہ کرو۔''

''اور ہم گھر جا رہے ہیں... کیونکہ شدید بھوک نے آلیا ہے۔''

''واہ! یہ کہی تم نے کام کی بات۔'' پروفیسر داؤد نے خوش ہو کر کہا اور وہ لگے مسکرانے۔

پھر وہ گھر آگئے... کھانا تیار تھا... ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے کہ اکرام کا فون آگیا:

وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں کہہ رہا تھا:

''تم لوگوں کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ ان نشانات میں سے کوئی نشان میرے پاس موجود ریکارڈ میں نہیں مل سکا... اس کا مطلب

ہے... آر کے تنظیم ایسے لوگوں کو شامل نہیں کرتی جن کا ریکارڈ پولیس کے پاس ہوتا کہ ہم اس کا سراغ نہ لگا سکیں۔''

''اوہ!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ پھر محمود نے کہا:

''خیر انکل... کوئی بات نہیں... اللہ مالک ہے... ہم بھی کوئی نہ کوئی سراغ تلاش کر ہی لیں گے... ویسے کوئی بات معلوم ہو تو ضرور بتا دیجیے گا۔''

فون بند کر کے انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

''تمام راستے بند ہیں...''

''ہمیں نئے سرے سے غور کرنا ہوگا...''

''چلو شروع کر دیتے ہیں غور... ہمارا کیا جاتا ہے۔''

ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے اسکرین پر نظر ڈالی اور پھر زور سے اچھلا:

☆☆☆☆☆

بات کی تہہ

اسکرین پر عابد شیرازی کا نام اور نمبر نظر آیا تھا:

"عابد شیرازی کا فون۔" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"سنو پھر... حیرت کب تک ظاہر کرتے رہو گے۔" فاروق نے اسے گھورا۔

محمود نے بٹن دبا دیا... فوراً ہی عابد شیرازی کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی:

"محمود صاحب!"

"ہاں! میں بات کر رہا ہوں... آپ کہاں ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم... میں کہاں ہوں... ان لوگوں نے مجھے ایک عمارت کے کمرے میں قید کر دیا ہے... البتہ میں یہاں سمندر کی

موجوں کا شور سن رہا ہوں... اس کا مطلب ہے... یہ عمارت ساحل سمندر پر واقع ہے۔"

"ساحل سمندر پر تو ہزار ہا عمارتیں ہیں... دوسرے یہ کہ ان لوگوں نے آپ کے پاس موبائل کیسے رہنے دیا۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم... ان لوگوں نے مجھے میرے گھر میں بے ہوش کر دیا تھا... ابھی ابھی مجھے ہوش آیا ہے... میں نے بوکھلا کر کمرے کو دیکھا... پھر جیبوں کو ٹٹولا... تو موبائل مل گیا۔"

"تب پھر یہ ہم لوگوں کے لیے جال ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"جی... کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"اب یہ لوگ آپ کے ذریعے ہمیں پکڑنا چاہتے ہیں... لیکن ان شاء اللہ ہم ان کا خواب پورا نہیں ہونے دیں گے... ہم ابھی ساحل کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔"

"لیکن... آپ اس عمارت کو کیسے تلاش کریں گے۔"

"اگر یہ ان لوگوں کا جال ہے... تب تو ہمیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی... یہ لوگ خود کوئی ایسا انتظام کر دیں گے... کہ ہم ان کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔"

"لیکن اس طرح تو آپ لوگ بھی پھنس جائیں گے..."

ہوں... میں موبائل کی لائٹ آن کر دیتا ہوں اور اسے لہرانا شروع کرتا ہوں... شاید میرے موبائل کی لائٹ آپ دیکھ لیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ یہی کریں۔" محمود نے کہا... پھر موبائل بند کر کے اس نے کہا:

"لگتا ہے... ہمارے لیے پنجرہ تیار ہے۔"

"پپ... پنجرہ۔" پروفیسر داؤد بوکھلا گئے۔

"خیر تو ہے پروفیسر صاحب... آپ پنجرہ کا لفظ سن کر بوکھلا گئے... کیا زندگی میں کبھی پنجرے سے واسطہ نہیں پڑا۔"

"واسطہ تو اکثر پڑتا رہتا ہے، لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ آج جمشید ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔"

"اللہ مالک ہے... فکر نہ کریں۔" خان رحمان مسکرائے۔

ادھر محمود نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے... اسے ساری صورتِ حال بتائی۔ صورتِ حال سن کر اس نے کہا:

"ٹھیک ہے... آپ لوگ قدم آگے بڑھاتے رہیں۔"

"اور اگر آپ لوگ زیادہ ہی خطرہ محسوس کر رہے ہیں تو میرے آنے تک یہیں رکے رہیں۔"

"پہلے ہم لائٹ دیکھ لیں... پھر آپ کو بتائیں گے کہ آپ کو کہاں

"ہاں! اس بات کا امکان ہے... لیکن آپ فکر نہ کریں... اس قسم کے کام ہمارے لیے روز کا معمول ہیں... بس تیل دیکھیں گے، تیل کی دھار دیکھیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا۔

"جی اچھا کیا؟"

"میرا مطلب ہے... میں تیل دیکھوں گا تیل کی دھار دیکھوں گا۔"

محمود نے مسکرا کر فون بند کر دیا... اب یہ لوگ ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔ ساحل شہر کے ایک بڑے حصے کو گھیرے میں لیے ہوئے تھا... اور شوقین مزاج لوگوں نے وہاں کوٹھیاں تعمیر کرا رکھی تھیں... ان حالات میں کسی ایک عمارت کو تلاش کرنا خالہ جی کا گھر نہیں تھا... تاہم انہیں یقین تھا... یہ کام آر کے تنظیم کا ہے اور وہ خود ہی انہیں اپنی طرف متوجہ کریں گے... اور یہی ہوا... جونہی وہ ساحل پر پہنچے... محمود کے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی... اس نے فون آن کیا تو عابد کی آواز سنائی دی:

"آپ کو فون کرنے کے بعد میں نے عمارت کے دروازے کو چیک کیا... وہ خود بخود کھل گیا... اور اب میں اس عمارت کی چھت پر

آتا ہے۔''

''بالکل ٹھیک۔''

ایسے میں کافی دور انہیں ایک عمارت کے اوپر موبائل کی روشنی نظر آئی۔ روشنی دیکھ کر محمود نے کہا:

''ہمیں روشنی نظر آ گئی ہے... اب ہم اس عمارت کی طرف چل پڑے ہیں... نزدیک پہنچ کر آپ کو اس عمارت کے بارے میں تفصیل سے بتا سکیں گے۔''

''اور میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا ہوں۔'' اکرام نے بتایا۔

وہ آگے بڑھتے رہے... یہاں تک کہ دس منٹ بعد اس عمارت کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ رات کی تاریکی میں وہ اس عمارت کے بارے میں پوری طرح تو بتا نہیں سکتے تھے... تاہم اس کی بناوٹ وغیرہ کے بارے میں بتانے کے بعد محمود نے کہا:

''اور انکل! ہم اس عمارت میں داخل ہو رہے ہیں۔''

''میں کچھ پریشانی محسوس کر رہا ہوں... عابد شیرازی مشکل میں تو ہے نہیں تو کیوں جلدی کی جائے... بہتر ہو گا کہ تم میرا انتظار کر لو۔''

''اچھی بات ہے انکل... پروفیسر انکل بھی قدرے پریشانی

محسوس کر رہے ہیں۔''

''بس تو پھر تم ٹھہرے رہو... میں آ رہا ہوں۔''

یہ کہہ کر اکرام نے فون بند کر دیا... اور پھر وہ آدھ گھنٹے بعد ان کے پاس پہنچ گیا:

''کیا اس عمارت کی چھت پر آپ لوگوں کو عابد شیرازی نظر آیا ہے؟''

''نہیں... صرف موبائل کی روشنی نظر آئی ہے... یوں بھی یہ رات کا وقت ہے... اگر چھت پر روشنی نہ ہو تو کسی کا چہرہ نظر آ بھی کیسے سکتا ہے۔''

''ہوں! پھر اب کیا پروگرام ہے... دستک دیں۔''

''یہ تو اب کرنا ہی ہو گا... لیکن۔''

''اب آپ یہ ایک عدد لیکن کہاں سے لے آئے۔''

''دماغ کے اندر سر ابھارنے والے خدشات سے۔'' اس نے فوراً کہا اور ساتھ میں مسکرایا بھی۔

''بہت خوب!'' ان کے منہ سے نکلا۔

''چلیے پھر اپنے لیکن کی وضاحت بھی کر دیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

"اگر یہ جال آر کے نے بچھایا ہے... تو اس میں ہم سب پھنس سکتے ہیں۔"

"اللہ مالک ہے... ان جالوں کا اور ہمارا ابھی تو آخر چولی دامن کا ساتھ ہے۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

پھر محمود نے آگے بڑھ کر دروازے پر لگی گھنٹی کا بٹن دبا دیا... ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام آدمی کا چہرہ نظر آیا... اس کی شکل دیکھ کر انہیں خوف کا احساس ہوا:

"کس سے ملنا ہے۔"

"ملنا ملانا کسی سے نہیں... ہمیں اس عمارت کی تلاشی لینی ہے۔"

"کیا کہا... تلاشی... وہ کیوں؟"

"ایک شخص کو گرفتار کر کے اس عمارت میں لایا گیا ہے۔"

"آپ لوگوں کو ضرور غلطی لگی ہے... یہ عمارت بابر جنبانی کی ہے۔ وہ اس شہر کے بہت بڑے آدمی ہیں۔ شہر میں ان کی کئی کوٹھیاں ہیں... کاروباری مراکز ہیں... انہیں کیا ضرورت کسی کو اغوا کرنے کی۔"

"آپ اس گھر کے ملازم ہیں یا مالک۔" محمود نے جل بھن کر کہا۔

"ملازم... بلکہ چوکیدار۔"

"تو چوکیداری کریں... رکاوٹ نہیں... انہیں بتائیں... پولیس آپ کی اس عمارت کی تلاشی لینا چاہتی ہے۔"

"وہ یہاں کہاں... وہ تو ہفتے میں ایک بار یہاں آتے ہیں... سیر و تفریح کی خاطر۔"

"تب پھر آپ ہمیں عمارت کی تلاشی لینے دیں۔" اکرام نے آگے بڑھ کر سخت لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ پولیس کی وردیوں میں تو ہیں نہیں۔"

"ہماری گاڑی کی طرف دیکھیں... پولیس کی ہے یا نہیں۔"

"گاڑی تو چوری کی بھی ہو سکتی ہے۔"

"حد ہو گئی... اب یہ حضرت ہمیں چور بنانے پر تل گئے۔"

"اللہ کا شکر ہے... ڈاکو بنانے پر نہیں تلے۔"

"اگر آپ نے تلاشی نہ دی تو قانون کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے جرم میں آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا... سمجھے آپ۔"

"جنبانی صاحب چٹکی میں میری ضمانت کرا لیں گے اور اس کے بعد وہ تم پر مقدمہ درج کرائیں گے... کیونکہ ان کے کسی ملازم کے ساتھ زیادتی ہو... وہ یہ کسی صورت برداشت نہیں کرتے۔"

''کوئی پروا نہیں... ہمیں اپنا کام بہرحال کرنا ہے۔''
''میں تلاشی نہیں دوں گا... پہلے آپ مجھے گرفتار کر لیں تاکہ آپ کو بھی جنابی صاحب کی طاقت کا علم ہو جائے۔''
''گرفتار کروائے۔'' اکرام نے کہا۔ پھر تلاشی کے وارنٹ اسے دکھاتے ہوئے بولے:
''ہم اندر جا رہے ہیں... تم ہمارے ساتھ اندر چلنا چاہتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔''
''میں ضرور اندر چلوں گا... تاکہ تمہیں کوئی غیر قانونی کام نہ کرنے دوں۔''
''ہم صرف تلاشی لیں گے... اگر ہمارا مطلوبہ شخص اندر نہ ملا تو ہم باہر نکل آئیں گے... اور آپ کی ہتھکڑی کھول دیں گے۔''
''یہ ہتھکڑی تو اب آپ کو عدالت میں کھولنا ہوگی...'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔
''اچھی بات ہے...'' اکرام مسکرایا۔
اب وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے... یہ ایک تین منزلہ عمارت تھی۔ ساحل سمندر پر جو لوگ تفریح کے لیے عمارتیں بنواتے تھے، وہ اونچی ہی بنواتے تھے تاکہ سمندر کا نظارہ کیا جا سکے۔ انہوں نے

پہلے نچلی منزل کی تلاشی لی، پھر درمیان والی منزل اور اس کے بعد اوپر والی منزل پر آئے۔ اس کی چھت کا معائنہ بھی کیا... عابد شیرازی کا وہاں نام و نشان تک نظر نہ آیا:
''یہاں تو کوئی بھی نہیں... اب کیا کریں۔'' اکرام نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
''ان کی ہتھکڑیاں کھول دیں... اور چلیں یہاں سے... لیکن موبائل کی روشنی اسی عمارت سے دکھائی گئی تھی... اس میں ایک فیصد بھی شک نہیں۔'' محمود نے کہا۔
''اچھی بات ہے... ہم ایک بار پھر تلاشی لے لیتے ہیں۔''
''کوئی فائدہ نہیں ہوگا... البتہ۔'' فرزانہ مسکرائی۔
''اس البتہ کی وضاحت بھی کر دو تو بہتر ہے۔'' محمود نے منہ بنایا۔
''ہم نے عمارت پر غور نہیں کیا... اس کی نچلی منزل میں تین کمرے ہیں، درمیان والی میں دو اور اوپر والی میں صرف ایک کمرہ ہے۔'' فرزانہ یہاں تک کہہ کر رک گئی۔
''تب پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔''
''نچلی منزل سے لوہے کی سیڑھی دوسری منزل تک آتی ہے... وہی سیڑھی سیدھی اوپر والی منزل پر آتی ہے...'' فرزانہ ایک

بار پھر رک گئی۔

''یہ تم بار بار رک کیوں جاتی ہو۔'' فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''دیکھنا چاہتی ہوں... تم بات کی تہ تک پہنچ رہے ہو یا نہیں۔''

''لو اور سنو... اس میں بات کی تہ کہاں سے آ گئی۔''

''بھئی بات کی تہہ کی کیا بات ہے... وہ تو کسی بات میں بھی ہو سکتی ہے۔'' خان رحمان ہنسے۔

''سن تو لو... فرزانہ کہنا کیا چاہتی ہے۔''

''چلو بھئی... کہو... کیا کہنا ہے۔''

''اس چوکیدار کے علاوہ اس عمارت میں کوئی نہیں ہے... عمارت سے ادھر ادھر ہونے یا اس میں چھپنے کی بھی کوئی جگہ نہیں ہے... سوال یہ ہے کہ ان صاحب کو اس قدر اڑنے کی کیا ضرورت تھی... یہ چپ چاپ ہمیں تلاشی لینے دیتے، ہم تلاشی لے کر باہر آ جاتے... آخر ان صاحب نے اس قدر جھگڑا کیوں کیا؟''

''یہ بات ہم انہی سے کیوں نہ پوچھ لیں۔'' محمود نے کہا۔

''ضرور پوچھ لیں...'' فاروق بولا۔

''چلو بھئی... بتا دو۔''

''کیا بتا دوں۔''

''جب یہاں کوئی نہیں تھا... تو آرام سے تلاشی دے دینے میں کیا حرج تھا۔''

''جنابی صاحب کے حکم کے اگر میں تلاشی دے دیتا تو وہ مجھے ملازمت سے نکال دیتے۔''

''چھت پر موبائل کی روشنی آپ نے لہرائی تھی۔''

''مجھے کیا ضرورت تھی...'' اس نے منہ بنایا۔

''لیکن ہم سے اس بارے میں غلطی نہیں ہوئی... اس عمارت کی چھت سے روشنی لہرائی گئی ہے... اور اگر یہاں آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے تو پھر روشنی آپ نے لہرائی تھی... سوال یہ ہے کہ کیوں۔''

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔''

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... فرزانہ کے چہرے پر اب بھی اطمینان بھری مسکراہٹ تھی:

''چلو فرزانہ... جو کہنا چاہتی ہو، کہہ دو۔''

''روشنی انہوں نے ہی لہرائی تھی... یہ بات میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتی ہوں... گویا ان کا پروگرام تھا، ہم یہاں آئیں... یہ ہم سے جھگڑا کریں اور اس کے بعد ہم تلاشی لیں اور ناکام ہو جائیں...

اس کے بعد صبح کے اخبارات میں ہمارے خلاف خوب زور شور سے خبریں لگوائیں... تاکہ ہماری بھد اڑے... کیوں بھئی... یہی پروگرام ہے نا۔"

اس کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا... ان سب کو بہت حیرت ہوئی کہ فرزانہ واقعی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی:

"اب سوال یہ ہے کہ انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی... اس کا جواب ہے... سکندر بھائی قتل کیس سے ان کا تعلق ہے... عابد شیرازی کو انہوں نے ہی اغوا کیا ہے... اور چوکیدار کو بھی انہوں نے ہی غائب کیا ہے... ہے نا مزے کی بات۔" اب فرزانہ کے لہجے میں جوش آگیا۔

"بہت خوب!"

ایک خوفناک آواز ابھری:

☆☆☆☆☆

ساحلی عمارت

اس وقت وہ تیسری منزل پر تھے... اس خوفناک آواز نے انہیں سیڑھی کی طرف مڑنے پر مجبور کر دیا... انہوں نے دیکھا، ایک خوفناک شکل صورت والا آدمی اوپر آرہا تھا... اس کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی... وہ ایک درمیانے قد کا آدمی تھا:

"کیا آپ مسٹر جنبانی ہیں۔" محمود نے اس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں... میں جنبانی نہیں ہوں... جنبانی تو کل کا دودھ پیتا بچہ ہے... اسے کیا معلوم کہ اس کا یہ ساحلی مکان کن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔"

"لیکن یہ نیگرو کہہ رہا تھا... یہ جنبانی صاحب کا ملازم ہے۔"

"ایسے جھوٹ بولنے کا یہ ماہر ہے اور ہم اسے تنخواہ بھی اسی کی

دیتے ہیں۔ کیوں منٹو۔''

''یس باس...''

''تب پھر آپ کا تعلق آر کے سے ہے۔'' فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

''ہاں! اب کہی تم نے کام کی بات۔'' وہ ہنسا۔

''لیکن آپ اوپر کیسے آ گئے... جب کہ نیچے میرے ماتحت موجود ہیں۔''

''وہ سب سوئے پڑے ہیں... گہری نیند... اور میں نے چاہا تو ان کی یہ نیند ابدی نیند سے بدل جائے گی... لیکن پہلے میں تم سے دو دو باتیں کروں گا... تم لوگ خود کو سکندر بھائی والے معاملے سے الگ کر لو... اس صورت میں ان لوگوں کی نیند ختم ہو جائے گی اور اس دنیا میں اپنی زندگی پوری کر سکیں گے... ورنہ ان کی نیند ختم نہیں ہو گی۔''

''بس! آپ چاہتے ہیں... ہم سکندر بھائی کیس سے الگ ہو جائیں۔''

''ہاں!''

''لیکن کیوں... آخر آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں... کیا سکندر بھائی کو آپ نے قتل کرایا ہے... یا کیا ہے۔''

''یہ وقت ان باتوں کا نہیں... جو بات میں کہہ رہا ہوں... اس کا تم ہاں یا نہ میں جواب دو... اپنے ساتھیوں کی زندگی چاہتے ہو... تو اس کیس سے الگ ہونے کا اعلان کرو... ورنہ ان سمیت اپنی زندگیوں سے بھی ہاتھ دھو لو۔''

''لیکن جناب! ہاتھ تو ہم پانی سے دھوتے ہیں۔'' فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

''مجھے ادھر ادھر کی فضول باتیں پسند نہیں... صرف اور صرف کام کی بات کرو... اور اس بات کو ذہن میں رکھو کہ تم اس وقت پوری طرح میرے قبضے میں ہو... اسی لیے تو تمہیں ملاقات کے لیے یہاں بلایا گیا ہے۔''

''ہو سکتا ہے... میرے ماتحت نیچے بالکل خیریت سے ہوں۔''

''اپنے موبائل کے ذریعے ان سے رابطہ کر کے دیکھ لیں۔''

''میں بات کرتا ہوں ان سے انکل۔'' محمود جلدی سے بولا۔

''نہیں... ان کے ماتحت ہیں... یہی معلوم کریں گے۔''

''آپ ہمیں حکم دینے والے ہیں کون؟''

''اوہ اچھا... واقعی... ابھی تک میں نے یہ تو ظاہر ہی نہیں کیا کہ تم سب اس وقت ہماری زد پر ہو... اور میرے ایک اشارے پر

تمہارے جسم یہاں تڑپتے نظر آئیں گے اور یہ ساحل سمندر ہے، رات کی تاریکی میں ایک لانچ پر تم لوگوں کی لاشیں لاد دی جائیں گی... ان سے وزن باندھ کر انہیں سمندر میں ڈبو دیا جائے گا... صبح سے پہلے سمندر کی مچھلیاں تمہیں ہڑپ کر چکی ہوں گی اور تمہارا نام ونشان اس طرح غائب ہو جائے گا... کہ انسپکٹر جمشید بھی سراغ نہیں لگا سکیں گے۔"

"ارے باپ رے... یہ تو کچھ زیادہ ہی ہولناک پروگرام ہے... کیا آپ اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔"

"صرف اور صرف ایک صورت... تم لوگ اس کیس سے الگ ہو جانے کا اعلان کر دو اور بس... میں اسی وقت تم لوگوں کو رہا کر دوں گا۔"

"گویا آپ کو ہم پر اعتماد ہے... یعنی اگر ہم یہاں یہ وعدہ کر لیتے ہیں تو اس سے پھریں گے نہیں۔"

"ہاں! اس بات کا مجھے یقین ہے۔"

"ابھی تک آپ نے یہ بات ثابت نہیں کی کہ ہم آپ لوگوں کی زد پر ہیں۔"

"پہلے تو تم اپنے آدمیوں سے رابطہ کرو نا۔"

"محمود! تم ٹھہرو... میں ہی ان سے بات کرتا ہوں۔"

"نہیں انکل! یہ کام میں کروں گا۔" محمود کا لہجہ عجیب سا تھا... اکرام سمجھ گیا کہ وہ کوئی کام دکھانا چاہتا ہے... چنانچہ اس نے کہا:

"اچھی بات ہے... تم کرلو فون۔"

محمود نے کوئی نمبر ملایا اور دوسری طرف سلسلہ ملنے کا انتظار کرتا رہا... پھر اس نے کہا۔

"نہیں اس طرف سے کسی کی آواز نہیں آرہی... اس کا مطلب ہے... ہمارے سب ساتھی نیچے بے ہوش پڑے ہیں... ان کا بیان ٹھیک ہے... گویا ہم ساحل سمندر پر پھنس چکے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے موبائل بند کر دیا... منٹو کا باس اس دوران اس کی طرف دیکھتا رہا تھا... اب اس نے کہا:

"اب کیا خیال ہے... تم ہمارے قابو میں ہو یا نہیں۔" وہ ہنسا۔

"یہ بات تو میں خود ہی کہہ چکا ہوں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"چلو بھئی... منٹو... انہیں باری باری باندھ لو... سنسان ساحل پر انہیں لانچ پر سوار کرنا اور پھر کافی آگے سمندر میں گرا دینا ذرا بھی مشکل کام نہیں ہوگا، باقی لوگ انہیں زد پر لیے رہیں گے۔"

"اوکے باس۔" منٹو ہنسا... اس کے سفید دانت اس کے

بھیانک پن میں اور اضافہ کر گئے۔

''اب جب کہ آپ ہمیں غرق کرنے چلے ہیں... یہ تو بتادیں کہ یہ چکر کیا ہے... آپ لوگوں نے عابد شیرازی سے سکندر بھائی کی تصویر کیوں بنوائی تھی... تصویر بھی وہ جس میں وہ قتل ہوا پڑا ہو... اور پھر اس سے وہ تصویر لی بھی نہیں... البتہ سکندر بھائی کو بالکل اسی انداز میں قتل کیا گیا... اور اس کی لاش کی تصویر اخبارات میں اسی حالت میں شائع ہوئی... آپ لوگ اسے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے اور اس سے پہلے ایسی تصویر کیوں بنوائی گئی... ہمیں تو آپ بس اتنا بتادیں۔''

''آر کے اپنی منصوبہ بندی کس کو نہیں بتاتا... سمجھے۔'' باس بولا۔

''خیر... آپ کا نام کیا ہے؟''

''میرے ماتحت مجھے باس کہتے ہیں۔''

''چوکیدار کہاں ہے۔''

''دوسرے جہاں... ورنہ پولیس اس سے کچھ باتیں اگلوا سکتی تھی۔''

''مطلب یہ کہ اسے بھی اس منصوبہ بندی میں آپ لوگوں نے خود شامل کیا گیا تھا... اس نے عابد شیرازی کے میک اپ والے شخص کو اتفاقیہ نہیں دیکھا تھا۔''

''ہاں ایسی بات ہے... اور بھی کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو۔''

''کیا فائدہ... آپ بتائیں گے ہی نہیں۔''

''جو باتیں بتا سکتا ہوں... وہ ضرور بتاؤں گا... اور جو نہیں بتا سکتا، ان کی ہوا تک نہیں لگنے دوں گا۔''

''آر کے ہمارے ملک میں کیا کر رہی ہے۔''

''اس سوال کا جواب بھی نہیں دیا جا سکتا... آر کے کے اپنے عزائم ہیں۔''

''خیر! ہم معلوم کر لیں گے ایک دن۔'' خان رحمان نے منہ بنایا۔

''ارے ارے... بھول رہے ہو بھئی... تم لوگ سمندر کی تہہ میں جانے والے ہو... وہاں تمہاری لاشوں کو مچھلیاں کھائیں گی۔'' باس ہنسا۔

''اوہ ہاں... یہ تو واقعی ہم بھول گئے...'' فاروق نے منہ بنایا۔

انہیں باندھنے کا عمل جاری رہا... ان کی طرف چاروں سمت سے تین تین پستول اٹھے ہوئے تھے۔ گویا باس کے ساتھ بارہ آدمی تھے... تیرھواں آدمی منٹو تھا اور ایک باس خود تھا... لیکن انہیں باندھنے کا کام صرف منٹو کر رہا تھا... باقی لوگ پستول تانے کھڑے

رہے... اور اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ ان سے بہت اچھی طرح
واقف تھے... اسی لیے سب کے سب چوکس کھڑے تھے... باندھنے
کے کام میں انہوں نے بالکل حصہ نہیں لیا۔ آخر کار ان سب کو باندھ لیا
گیا... اب ان بارہ آدمیوں نے پستول جیبوں میں رکھ لیے اور انہیں
اٹھا کر نیچے لے آئے... نیچے ایک بڑی گاڑی کھڑی تھی... اس پر
انہیں لادا گیا... اب گاڑی ساحل کی طرف بڑھی... ساحل وہاں
سے تھا ہی کتنی دور... ایک منٹ بعد ہی وہ عین کنارے پر پہنچ گئے
... وہاں لانچ تیار کھڑی تھی... اب انہیں اس پر لادا جانے لگا... اس
وقت باس نے کہا:

"ابھی ان کے جسموں سے وزن بھی باندھا جائے گا... تاکہ ان
کے اوپر آنے کے امکانات بالکل ختم ہو جائیں۔"

"فکر نہ کریں باس... ان میں سے ایک کا جسم بھی اوپر نہیں آئے
"

عین اس وقت ان پر گولیوں کی ایک باڑھ ماری گئی... باس اور
اس کے ساتھی لوٹ لگا گئے:

"زندہ باد خفیہ فورس۔"

"خفیہ فورس! یہ خفیہ فورس یہاں کہاں سے آ گئی..." پروفیسر

ان رہ گئے۔

"میں نے انکل اکرام کے ساتھیوں کو فون نہیں کیا تھا... بلکہ خفیہ
رس کا نمبر ملایا تھا۔ اور اسے بتا دیا تھا... کہ ساحل پر ہمیں گھیر لیا گیا
"

"لیکن... ساحل تو بہت طویل ہے... فورس والے سیدھے
یہاں کیسے آ گئے..."

"چلنے سے پہلے میں نے موبائل پر انہیں اشارہ دے دیا تھا...
اور یہ لوگ ہم سے کچھ فاصلے پر تھے... میں فون نہ کرتا، تب بھی یہ لوگ
عین وقت پر ضرور ظاہر ہوتے۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی بات۔"

ادھر فائرنگ کا تبادلہ جاری تھا... جلد ہی انہوں نے باس
کے ساتھیوں کو فرار ہوتے دیکھا... باس تو ان سے بھی پہلے ادھر ادھر
ہو چکا تھا:

"یہ لوگ بچ کر نہ نکلنے پائیں..." محمود نے بلند آواز میں کہا۔

فائرنگ کی آواز ان سے دور ہوتی چلی گئیں... آخر پندرہ منٹ
بعد خفیہ فورس والے ان کے پاس واپس پہنچے:

"وہ لوگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے... دراصل ایسا انتظام

انہوں نے پہلے ہی کر رکھا تھا۔" کارکن نمبر ایک نے بتایا۔

"کوئی پروا نہیں... آپ لوگ ہمیں کھول دیں... اور اس عمارت میں نچلی منزل میں انکل اکرام کے ماتحت بے ہوش پڑے ہیں... انہیں بھی ہوش میں لانے کا انتظام کریں۔"

"ٹھیک ہے..."

ان کاموں سے فارغ ہو کر انہوں نے فنگر پرنٹ سیکشن کو بلوا لیا... انہوں نے اس عمارت اور لانچ سے انگلیوں کے نشانات اٹھوا لیے... لانچ پر کوئی ڈرائیور نہیں تھا... اس کا مطلب ہے... باس کے آدمیوں میں سے کسی کو ڈرائیورنگ کرنا تھی... اس گاڑی سے بھی انگلیوں کے نشانات اٹھوا لیے گئے...

"اب سوال یہ ہے کہ ہم عمارت کے مالک بابر جنبانی کو کیسے تلاش کریں۔"

"صبح ہونے پر یہ کام ذرا بھی مشکل نہیں رہ جائے گا... آس پاس کی عمارتوں میں کوئی تو ملے گا... اس سے پوچھ لیں گے... ورنہ یہاں دو سادہ لباس والوں کو مقرر کر دیں گے... جب کوئی یہاں آئے گا... اس سے بابر جنبانی کے بارے میں آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔"

"لیکن اس طرح ہمیں ایک یا دو دن تو ضرور انتظار کرنا پڑے گا۔"

"مجبوری ہے۔"

وہ عمارت سے روانہ ہونے لگے تھے کہ ایک گاڑی عمارت کی جانب آتی نظر آئی... وہ سب کے سب چونک اٹھے۔ ان کی نظریں گاڑی پر جم کر رہ گئیں... آخر گاڑی اس عمارت کے سامنے آ کر رک گئی:

☆☆☆☆☆

ایک اور

انہوں نے دیکھا، اس گاڑی سے درمیانے قد کا ایک بارعب آدمی اتر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سنہرے فریم کی ایک عینک تھی۔ ساتھ ہی انہوں نے اس کے چہرے پر بلا کی حیرت دیکھی:

"یہ... یہ کیا... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا آپ بابر جنبانی ہیں؟"

"بالکل ہوں... لیکن آپ لوگ کون ہیں، یہاں کیا کر رہے ہیں... یہ میری عمارت کا دروازہ کس نے کھولا... آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"کیا آپ نے یہاں کوئی چوکیدار وغیرہ رکھا ہوا ہے۔"

"نہیں... عمارت کے دروازے پر تالا لگا دیتا ہوں اور بس... جب تفریح کو دل چاہتا ہے... یہاں آجاتا ہوں... عام طور پر میں

بیوی بچوں کے ساتھ آتا ہوں... لیکن آج میرے بیوی بچے اپنے میکے گئے ہوئے ہیں۔"

"لیکن آپ رات کو اس وقت آئے ہیں؟" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں... کیا ہوا... یہاں تو لوگ عام طور پر رات ہی کو آتے ہیں... اور پھر یہ میرا مکان ہے... میں جب چاہے آؤں... آپ اپنی بتائیں... آپ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"ہم آپ کو تفصیل سناتے ہیں... ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

"کیا مطلب؟" اس کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔

"آپ پوری بات سن لیں... کیا خیال ہے... ہم کہیں بیٹھ کر بات نہ کر لیں۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

اطمینان سے بیٹھ جانے کے بعد بابر جنبانی نے کہا:

"ہاں! اب بتائیں، میری پریشانی لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی ہے۔"

"پہلے تو آپ یہ بتائیں... آپ کام کیا کرتے ہیں۔"

"میں... ایک سرمایہ دار ہوں... تجارت میرا پیشہ ہے۔"

’’اور شہر میں آپ کہاں رہتے ہیں۔‘‘

’’بابر ٹاؤن۔‘‘

’’بابر ٹاؤن... نمبر؟‘‘

’’سارا بابر ٹاؤن میرا اپنا ہے۔‘‘

’’کیا!!!‘‘ وہ دھک سے رہ گئے۔

’’جی ہاں! وہاں میں نے کوٹھیاں بنوا رکھی ہیں... ان کو کرائے پر چڑھائے رکھتا ہوں... یہ بھی میرا کاروبار ہے۔‘‘

’’لیکن بابر ٹاؤن میں تو بہت کوٹھیاں ہیں۔‘‘

’’کوٹھیوں کو لوگ خرید بھی لیتے ہیں... میں کوئی کوٹھی فروخت کرتا ہوں تو اس کی جگہ اور بنا لیتا ہوں... اس طرح سب کی سب کوٹھیاں تو اب میری نہیں ہیں، لیکن زیادہ تر میری ہیں... یہ کام بہت منافع بخش ہے... لیکن اس میں سرمائے کی بہت ضرورت ہے۔‘‘

’’خیر... اب سنیں... بات کیا ہے۔‘‘

محمود نے پوری تفصیل سنا دی... اس کا منہ بار بار حیرت کی زیادتی سے کھلتا رہا... اس دوران وہ اس کا غور سے جائزہ لیتے رہے تاکہ اندازہ ہو سکے... یہ شخص ایکٹنگ کر رہا ہے یا واقعی حیرت زدہ ہے... آخر کہانی سننے کے بعد اس نے کہا:

’’اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ لوگ میرا یہ گھر مجرمانہ سرگرمیوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔‘‘

’’لیکن یہاں موجود ایک سیاہ فام شخص نے ہم سے کہا تھا کہ وہ بابر جنبانی کا ملازم ہے جو اس عمارت کا مالک ہے... اور اس نے اپنا نام منتو بتایا تھا...‘‘

’’کیا... بالکل جھوٹ... بالکل غلط... میں کسی منتو کو نہیں جانتا... نہ میں نے یہاں کوئی چوکیدار رکھا ہوا ہے۔‘‘ بابر جنبانی چلا اٹھا۔

’’ہو سکتا ہے یہی بات ہو... یہ تو تفتیش کے بعد پتا چلے گا... اصل حقیقت کیا ہے، ویسے کیا آپ عابد شیرازی کو جانتے ہیں۔‘‘

’’نہیں... ابھی آپ ہی سے اس کا ذکر سنا ہے۔‘‘

’’اور سکندر بھائی خان کو... جو محکمہ خارجہ میں ہیڈ کلرک تھے۔‘‘

’’ہرگز نہیں۔‘‘ وہ چلائے۔

’’کیا آپ نے کبھی آر کے کا نام سنا ہے۔‘‘

’’یہ کس چڑیا کا نام ہے۔‘‘ اس نے حیران ہو کر کہا۔

’’چلیے خیر جانے دیں... اور اپنی انگلیوں کے نشانات دے دیں۔‘‘

"ہم... میں... اپنی انگلیوں کے نشانات دے دوں...؟"

"کیوں؟" وہ گھبرا گیا۔

"تا کہ تفتیش کی گاڑی آگے بڑھ سکے۔" فاروق مسکرایا۔

"لیکن میرا اس سارے معاملے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں..."

"تب پھر انگلیوں کے نشانات دینے سے کیوں گھبرا رہے ہیں؟"

"میں پولیس والوں سے بہت ڈرتا ہوں۔" اس نے واقعی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم وہ پولیس والے نہیں ہیں..."

"اب مجھے کیا معلوم... آپ کون سے والے ہیں۔"

"ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

"خیر جناب! آپ لے لیں نشانات! لیکن سچ یہی ہے کہ میرا اس معاملے سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔"

"اگر بات یہی ہے تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"لیکن اگر بات اس کے الٹ ہے تو پھر آپ کو پریشان ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔" فاروق مسکرایا۔

اس نے ایک نظر فاروق پر ڈالی، بُرا سا منہ بنایا اور بولا:

"ٹھیک ہے... آپ نشانات لے لیں۔"

نشانات لے کر وہ وہاں سے شہر کی طرف روانہ ہوئے... ایسے میں محمود کو ایک جھٹکا لگا... اس کے منہ سے نکلا:

"یہ کیا... ہم تو یہاں عابد شیرازی کی تلاش میں آئے تھے... اور اس نے عمارت کی چھت سے ہمیں موبائل کی لائٹ دکھائی تھی۔"

"عابد شیرازی ان کے قبضے میں ضرور ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اسے اس عمارت میں بھی رکھے ہوئے ہوں... اس سے انہوں نے فون ضرور کرایا تھا، لیکن اس چھت سے اشارہ منٹو نے دیا ہوگا۔" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"اس کا مطلب ہے... ہم عابد شیرازی کو بھی تلاش نہیں کر سکے... گویا... ہم اس کیس میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں اور اب ہمیں ابا جان کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

عین اس لمحے محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... فون ان کی والدہ کا تھا۔ وہ کہہ رہی تھیں:

"تم لوگ کہاں ہو؟"

"ساحل سمندر پر۔"

"فوراً گھر پہنچو!" ان کے لہجے سے گھبراہٹ ٹپک رہی تھی۔

"خیر تو ہے امی جان۔"

"یہاں تمہارے والد کے ایک قریبی دوست آئے بیٹھے ہیں... میں نے انہیں بتایا دیا ہے، انسپکٹر صاحب ان دنوں شہر میں نہیں ہیں... وہ کسی سرکاری کام سے دور دراز کے ایک شہر گئے ہوئے ہیں... جلد ان کی واپسی ممکن نہیں... اس پر انہوں نے تم لوگوں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔"

"اچھی بات ہے امی جان... ویسے ان کا نام کیا ہے... کیا ہم انہیں جانتے ہیں۔"

"ہاں... فاروق انصاری صاحب۔" انہوں نے بتایا۔

"او اچھا۔ ہم بہت جلد پہنچ رہے ہیں ان شاء اللہ۔"

اور پھر وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے گھر پہنچ گئے۔ پھر وہ سب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے... انہوں نے دیکھا... فاروق انصاری کا چہرہ فق تھا... وہ انسپکٹر جمشید کے نزدیکی دوست ضرور تھے... لیکن ان کی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات بہت دنوں بعد ہوتی تھی۔

ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کے بعد محمود نے کہا:

"خیر تو ہے انکل... آپ تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پریشان

دکھائی دے رہے ہیں۔"

"ہاں محمود! میں بہت پریشان ہوں... مجھے ایک تصویر ملی ہے۔"

"تصویر ملی ہے... کیا مطلب؟"

"اور وہ تصویر بہت خوفناک ہے۔"

"کہاں ہے... وہ تصویر۔"

"میرے گھر... بڑے سائز میں ہے... میں اسے ساتھ نہیں لایا... تصویر دیکھنے کے لیے تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"چلیے پھر... پہلے تصویر دیکھ لیتے ہیں۔" محمود نے پریشانی کے عالم میں کہا... کیونکہ یہ کیس ایک تصویر سے ہی شروع ہوا تھا... اور اب پھر ایک تصویر کا ذکر سننے میں آ رہا تھا... کیس ہر لمحے پے چیدہ ہوتا جا رہا تھا...

آخر وہ فاروق انصاری صاحب کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے... فاروق انصاری انہیں بٹھا کر اندرونی حصے میں چلے گئے۔ جلد ہی وہ بڑے سائز کی ایک تصویر اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ اس پر کاغذ چڑھایا گیا تھا۔ انہوں نے تصویر ان کے سامنے رکھ دی اور اس کا کاغذ اتار دیا... تصویر پر نظر پڑتے ہی وہ دھک سے رہ گئے، ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

اس تصویر میں اور پہلی والی تصویر میں کوئی فرق نہیں تھا... فرق تھا تو یہ
کہ پہلی تصویر میں خنجر سکندر بھائی خان کے پیٹ میں دھنسا ہوا تھا اور
اس تصویر میں خنجر فاروق انصاری کے پیٹ میں دھنسا ہوا دکھایا گیا تھا:

''یہ... یہ تصویر آپ کو کیسے موصول ہوئی۔''

''ایک شخص دستی دے گیا... اس نے بتایا تھا کہ کوئی صاحب کار
میں بیٹھے ہوئے تھے... انہوں نے یہ تصویر اسے دی تھی اور دور سے
ہی میرے گھر کی طرف اشارہ کیا تھا... اور سو روپے کا نوٹ مجھے
دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تصویر اس گھر میں دے دیں... وہ ذرا جلدی
میں ہیں... یعنی سو روپے اس نے بطور معاوضہ دیے تھے... سو اس
نے یہ تصویر مجھ تک پہنچا دی۔ اب ظاہر ہے... اس کا تو اس معاملے
سے کوئی تعلق نہیں تھا... وہ تو یوں بھی مزدور نظر آ رہا تھا۔''

''ہوں! اور آپ اس تصویر کو دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گئے؟''
فاروق مسکرایا۔

''حد ہو گئی... اس قدر خوفناک تصویر کو دیکھ کر میں خوف زدہ بھی
نہ ہوں۔'' انہوں نے بھنا کر کہا۔

''نن نہیں... آپ ضرور خوف زدہ ہوں... ہم آپ کو خوف
زدہ ہونے سے منع نہیں کر رہے...'' فاروق گھبرا گیا۔

''خاص طور پر اس صورت میں جب کہ میں اخبارات میں سکندر
بھائی خان کی تصویر دیکھ چکا ہوں اور خبر بھی پڑھ چکا ہوں... انہیں قتل
کیا جا چکا ہے۔'' انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

''آپ انہیں جانتے ہیں۔''

''ہاں!'' وہ بولے۔

''کیا کہا... آپ انہیں جانتے ہیں۔''

''ہاں! سکندر بھائی خان میرے دوست تھے۔''

''اوہ!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... پھر فرزانہ نے
سرسراتی آواز میں کہا:

''تب پھر انکل... آپ کو ضرور اس بارے میں کوئی بات معلوم
ہے... اور اسی لیے دشمن آپ کو خاموش کرنا چاہتے ہیں... تصویر ملنے
کے بعد کیا آپ کو ان کی طرف سے کوئی پیغام ملا ہے۔''

''نہیں... کوئی پیغام نہیں ملا... لیکن ظاہر ہے کہ ملے گا۔''

''آپ ہمیں جلدی سے بتا دیں... آپ کو سکندر بھائی کیس کے
سلسلے میں کیا معلوم ہے۔''

''معلوم کچھ نہیں... لیکن سکندر بھائی خان نے چند دن پہلے مجھے
فون کیا تھا۔''

"اور انہوں نے فون پر کیا کہا تھا۔" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"یہ کہ... کچھ لوگ ان کی موت چاہتے ہیں... اور اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو۔" وہ کہتے کہتے رک گئے۔

عین اس لمحے ان کے موبائل کی گھنٹی بجی تھی... گھنٹی سنتے ہی ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا:

"شش... شاید ان کا فون آ گیا۔"

"فون سننے سے پہلے آپ ہمیں یہ بتا دیں کہ انہوں نے آپ کو کیا کہا تھا۔"

"نن نہیں۔" وہ مارے خوف کے چلائے۔

"کیا کہا... نہیں۔" فرزانہ چیخ پڑی۔

"ہاں! نہیں... میں پہلے فون سنوں گا۔"

"اچھی بات ہے... آپ فون سن لیں۔" محمود نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔ وہ دیکھ رہے تھے... فاروق انصاری کا خوف ہر لمحے بڑھ رہا تھا... اس لیے اس نے سوچا... ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

انہوں نے موبائل آن کیا... دوسری طرف سے کسی نے ان سے کچھ کہا... اور موبائل ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر قالین پر گرا... ساتھ

ی وہ دھڑام سے گرے۔ وہ بڑی طرح گھبرا گئے۔

انہوں نے دیکھا... فاروق انصاری بے ہوش ہو چکے تھے... وہ کلا اٹھے... انہیں ہلایا جلایا... لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے... محمود نے جلدی سے ڈاکٹر فاضل کو فون کیا... صرف پندرہ ٹ میں وہ وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے بے ہوش فاروق انصاری کو یک کیا... انہیں دو انجکشن لگائے... اور بولے:

"پندرہ منٹ تک انہیں ہوش میں آ جانا چاہیے... اگر نہ آئے تو ہیں ہسپتال لے جانا پڑے گا... اوہو... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

مارے حیرت کے ڈاکٹر فاضل کے منہ سے نکلا:

☆☆☆☆☆
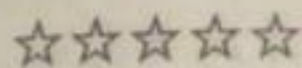
بہت خوب

انہوں نے چونک کر ڈاکٹر فاضل کی طرف دیکھا:

'' کیا ہوا انکل۔''

'' ان... ان کی گدی میں ایک سوئی دھنسی ہے... یہ... یہ دیکھیں۔'' انہوں نے کانپتی آواز میں کہا۔

'' آپ کا مطلب ہے... ان کی بے ہوشی اس سوئی کی وجہ سے ہے۔'' فرزانہ بے تابانہ بولی۔

ڈاکٹر فاضل نے کوئی جواب نہ دیا... ان کی انگلیاں فاروق انصاری کی نبض پر تھیں... آخر انہوں نے سیدھے ہوتے ہوتے ایک لمبا سانس بھرا پھر بولے:

'' بلکہ یہ اس سوئی کے ذریعے دوسری دنیا کے سفر پر جا چکے ہیں۔''

'' کیا... نہیں۔'' وہ سب چلائے۔

وہ سکتے میں آگئے... کافی دیر تک ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں... پھر پروفیسر داؤد کی آواز ابھری:

'' یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... یہاں تو ہمارے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا... نہ ہم نے انہیں اپنا ہاتھ گدی کی طرف جاتے دیکھا... مطلب یہ کہ یہ سوئی خود انہوں نے ہرگز اپنی گدی میں نہیں گھونپی۔''

'' انکل! ان کی گدی اس وقت کھڑکی کی طرف تھی اور کھڑکی کھلی ہے... اور یہ پائیں باغ کی طرف کھلتی ہے۔''

'' اُف مالک... تو قاتل باغ میں تھا... جب اس نے دیکھا کہ وہ سکندر بھائی خان کے بارے میں وہ خاص بات بتانے والے ہیں تو اس نے یہ سوئی پھینک ماری... ورنہ قاتل کا ارادہ تو انہیں تصویر کے مطابق موت کے گھاٹ اتارنے کا تھا... اگر یہ ہمارے پاس نہ آتے تو آج رات یہ بھی بالکل سکندر بھائی کے انداز میں قتل کر دیے جاتے...''

'' اُف مالک! یہ کیا ہوا۔'' خان رحمان بڑبڑائے۔

'' جو کچھ ہوا... بہت ہولناک ہوا... اور ہمیں انکل اکرام کو فون کرنا ہے... پھر اس لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوانا ہے اور ان

سب کاموں سے زیادہ مشکل کام ان کے گھر والوں کو یہ بتانا ہے کہ ان کا گھر والا چل بسا... وہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمیں یہاں لایا تھا... ہمیں کیا پتا تھا... یہ اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں... افسوس۔" محمود بھرائی ہوئی آواز میں کہتا چلا گیا۔

ایک بار پھر وہ سکتے کی حالت میں رہ گئے... ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ گھر والوں کو کس طرح بتائیں... کوئی بھی اس کام کی اپنے میں ہمت نہیں پا رہا تھا:

"میں انکل اکرام کو فون کرتا ہوں... اپنے کسی ماتحت سے یہ کام لے لیں گے وہ۔" محمود نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔" پروفیسر داؤد جلدی سے بولے...

بھی اس وقت دلوں پر بے تحاشہ بوجھ محسوس کر رہے تھے۔ فون کرنے اور ساری صورت حال بتانے کے بعد محمود نے فون بند کر دیا اور ان سے بولا:

"اب ہم ذرا پائیں باغ کا جائزہ لے لیں... ہم جب اندر آئے تھے تو فاروق انصاری صاحب نے بیرونی دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا... اور ہم دیکھ چکے ہیں گھر کی چار دیواری بہت اونچی ہے... ان حالات میں آخر قاتل اندر کس طرح آیا..."

"ایک بات اور۔" فاروق بول اٹھا۔

"چلو تم بھی کہو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"یہ جملہ تم نے اس انداز میں کہا ہے... جیسے میں تو کوئی خیال ...ری نہیں سکتا۔" فاروق جل بھن کر بولا۔

"چلو جلدی کہو... کیا کہنا چاہتے ہو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"جس وقت فاروق انصاری گرے، وہ موبائل پر فون سن رہے ...س وقت یوں لگا تھا جیسے کسی نے بہت ہی ہولناک بات ان سے ...ہے... اور اسے سن کر وہ بے ہوش ہو گئے ہیں... لیکن بعد میں ...ٹل نے ہمیں سوئی کی طرف متوجہ کیا تھا... سوال یہ ہے کہ وہ ...ن کا تھا... اور اس نے کیا کہا تھا۔"

"فون قاتل کا تھا... اس نے یہی کہا ہوگا کہ موت تمہارے سر پر ...ہے... خبردار جو ان لوگوں کو کچھ بتایا... دراصل قاتل وہ فون ...کر مہلت حاصل کرنا چاہتا تھا... وہ اس وقت فاروق انصاری ...کی کے دوسری طرف پہنچنے کے چکر میں تھا اور اس کا صاف ...وہ بتاتا ہے کہ قاتل یہاں ہم سے بھی پہلے آ گیا تھا... وہ جانتا ...ان کے ساتھ وہ تصویر دیکھنے یہاں ضرور آئیں گے... لہٰذا ...پہلے ہی تیاری کر لی تھی..." محمود روانی کے عالم میں کہتا چلا

گیا۔

"بالکل ٹھیک محمود۔" فرزانہ نے اس کی تائید کی۔

"تب پھر ہم وہ فون نمبر دیکھ سکتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"اوہ ہاں۔" خان رحمان چونکے۔

انہوں نے فاروق انصاری کے موبائل سے وہ نمبر نوٹ کیا۔
اس نمبر کو ڈائل کیا لیکن وہ بند ملا... انہوں نے نمبر نوٹ کر لیا اور کمر
سے نکل کر پائیں باغ میں آ گئے... گھر والوں کو ابھی تک معلوم
ہوا تھا کہ وہاں کیا ہو چکا ہے...

پائیں باغ میں وہ سیدھے اس کھڑکی کی طرف چلے آئے...
اس سے کچھ فاصلے پر رک کر کھڑکی کے نیچے کی جگہ جائزہ لینے
... وہاں گھری گھاس اُگی تھی... لہٰذا قدموں کے نشانات تو نہ
سکتے تھے... چاردیواری کا جائزہ لیا تو ایک درخت کے ذریعے ا
آنا انہیں آسان کام نظر آیا۔ قاتل کے لیے رات کی تاریکی میں یہ
بہت آسان ثابت ہوا ہو گا جب کہ قاتل تھا بھی آر کے گروپ کا۔

"مطلب یہ کہ آر کے کی پوری توجہ اس وقت ہماری طرف ہ
اور اس کی کوشش یہ ہے کہ ہم اس کے مقابلے میں کوئی کامیابی حا
نہ کر سکیں۔" خان رحمان نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہم اب تک ناکام ہیں، ان کے
بلے میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے... یہاں تک کہ ہم تو ان
ہاتھوں سے ابا جان کے دوست فاروق انصاری صاحب کو بھی
بچا سکے..." پروفیسر داؤد نے ان کی تائید کی۔

"لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ
... ہم ان کے خلاف اپنا کام جاری رکھیں گے..." محمود نے
ایسے میں اس کی نظر فرزانہ پر پڑی... اس کی نظریں ایک سمت
کر رہ گئی تھیں۔

"کیا کوئی خاص چیز نظر آ گئی ہے۔"

"ہاں!" فرزانہ کی آواز جیسے کہیں دور سے آئی۔

"کیا نظر آ گیا ہے۔" فاروق بھنا کر بولا۔

"وہ... وہ دیکھو... ایک اور چیلنج۔"

"ایک اور چیلنج... کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ
لا۔

فرزانہ نے کوئی جواب نہ دیا... ایک سمت میں قدم اٹھانے
گی... پھر ایک درخت کی ایک شاخ کے نزدیک پہنچ کر بولی:

"یہ دیکھیں... آر کے کی چین۔"

"کیا!!!"

ایسے میں پولیس کی گاڑیوں کے ہارن سنائی دیے... وہ جلدی
سے باہر نکل آئے... اکرم اپنی جیپ سے اتر کر ان کی طرف آرہا تھا
"سیدھے ساحل سے آرہے ہیں... ابھی ہم وہیں تھے... اور
اپنا کام مکمل کر رہے تھے... کہ تمہارا فون آگیا۔"

"ہوں... فاروق انصاری کو بھی آر کے نے ختم کر دیا... یہ سکندر
بھائی خان کے دوست تھے اور انہوں نے قتل سے پہلے انہیں کوئی خاص
بات بتائی تھی... ہم وہی بات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ
انہوں نے فاروق انصاری کو بھی اپنا نشانہ بنالیا... اُف مالک... اور
انکل! ہم نے ابھی تک یہ بات گھر کے افراد کو نہیں بتائی... آپ یہ
کام کسی ماتحت سے لے لیں... ہم میں تو ہمت نہیں ہے۔"

"اچھا۔" انہوں نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

پھر وہ اپنے ماتحتوں کی طرف چلے گئے... ایسے میں خان رحمان
نے شاخ پر لگی چین اتارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا... فرزانہ نے انہیں
فوراً ٹوک دیا:

"نہیں انکل۔"

"لیکن بھئی! میرا نام نہیں انکل کب ہے۔"

"میرا مطلب ہے... اسے ہاتھ نہ لگائیں... پہلے اس پر سے
انگلیوں کے نشانات اٹھائے جائیں گے... ویسے بھی یہ ہمارے لیے
بھی بھالی چیز ہے۔"

"او کے او کے۔" خان رحمان جلدی سے بولے۔

ایسے میں انہوں نے اکرام کو آتے دیکھا... اس کے چہرے پر
عجیب سے تاثرات تھے:

"خیر تو ہے انکل۔"

"گھر کے اندر کوئی نہیں ہے... شاید فاروق انصاری کے بیوی
بچے کہیں گئے ہوئے ہیں، گویا فاروق انصاری صاحب آج گھر میں
اکیلے ہی تھے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب ہم ان کے گھر والوں کو کس طرح اطلاع دیں۔"

"ان کے موبائل میں فیڈ نمبروں کے ذریعے یہ مسئلہ ہم خود حل کر
لیں گے... آپ لوگ فکر نہ کریں۔"

"تب پھر ہمارا یہاں کام ختم... ہم وہ بات معلوم نہیں کر
سکے۔ جو سکندر بھائی خان نے فاروق انصاری صاحب کو بتائی تھی۔"

"اور ابھی ہم چوکیدار کا بھی کوئی سراغ نہیں لگا سکے... نہ جانے

اس بے چارے کے ساتھ ان لوگوں نے کیا سلوک کیا ہو گا۔''

''ظاہر ہے... اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے... یہ آر کے گروہ تو مجھے بہت ہی سفاک لوگوں کا لگتا ہے...''

''ان شاء اللہ! ہم اس گروہ کا سراغ لگا کر رہیں گے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔''

''ان شاء اللہ!'' سب نے ایک آواز ہو کر کہا۔

''وہ مارا۔'' انہوں نے اکرام کی زوردار آواز سنی۔

''اللہ کا شکر ہے... اس کیس میں وہ مارا تو سنائی دیا... انکل... جلدی بتائیں... آپ نے کیا مارا۔''

''شکار!'' وہ مسکرائے۔

''لیکن ہمیں تو یہاں دور دور تک شکار نظر نہیں آ رہا ہے۔''

''یہ نظر آنے والا شکار نہیں ہے۔ آر کے کی اس چین پر انگلیوں کے نشانات مل گئے ہیں اور ایسا پہلی بار ہوا ہے۔''

''آپ کا مطلب ہے... اب تک جتنی چینیں ملی ہیں، ان میں سے کسی پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔''

''بالکل نہیں... یہ پہلی بار ملے ہیں۔''

''لیکن انکل! اس سے بھلا ہمیں کیا فائدہ پہنچ جائے گا... آر کے

گروہ میں ایسا کوئی فرد نہیں ہے... جس کا آپ کے پاس کوئی ریکارڈ ہے۔''

''اس کے باوجود یہ نشانات ہمارے کام آ سکتے ہیں۔'' اکرام مسکرایا۔

''آخر کیسے انکل۔''

''فرض کیا تفتیش کے دوران ہمارا واسطہ آر کے گروہ کے کسی فرد سے پڑ جاتا ہے، لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اس کا تعلق آر کے گروہ سے ہے اور اس کی انگلیوں کے نشانات ان نشانات سے مل جاتے ہیں تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اس کا تعلق آر کے سے ہے۔''

''ہوں! دور کی کوڑی لائے... یہاں سوال یہ ہے کہ آر کے کے کسی کارکن سے یہ غلطی کیسے ہو گئی۔'' پروفیسر مسکرائے۔

''وہ غلطی کی بھی آپ نے ایک ہی کہی... انکل غلطی کا کیا ہے... وہ تو بڑے سے بڑے محتاط مجرم سے ہو سکتی ہے۔'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''ویسے انکل... آپ ان نشانات کو ریکارڈ میں ضرور تلاش کرائیں... خاص طور پر پرانے ریکارڈ میں۔''

''پرانے ریکارڈ میں... کیا مطلب؟'' اکرام چونکا۔

"ہو سکتا ہے... آر کے کسی پرانی تنظیم کا نیا نام ہو... جو کسی زمانے میں روپوش ہو گئی ہو اور ایک بار پھر اس نے نیا لبادہ اوڑھ لیا ہو۔" فرزانہ نے پرخیال انداز میں کہا۔

"اوہ... اوہ۔" اکرام نے مارے حیرت کے کہا۔

"کیا ہوا انکل۔"

"ہم نے آر کے بارے میں اس رخ سے ابھی تک نہیں سوچا۔"

"تو مہربانی فرما کر اب سوچ لیں نا انکل۔"

"سوچنے کی بات تو ہے ہی نہیں... اب تو اس پر عملی کام ہوگا... اس کیس میں ہمیں اب تک جتنے نشانات ملے ہیں... انہیں پرانے ریکارڈ میں تلاش کرواتا ہوں۔"

اور پھر وہ اسی وقت دفتر کی طرف روانہ ہو گیا... انہوں نے گھر کا رخ کیا... کیونکہ مسلسل ناکامیوں نے انہیں بری طرح تھکا دیا تھا... گھر پہنچے تو بیگم جمشید نے ان کے لیے مزے مزے کی چیزیں تیار کر رکھی تھیں... ابھی وہ ان چیزوں سے انصاف کر ہی رہے تھے کہ موبائل کی گھنٹی بج اٹھی... فون اکرام کا تھا... وہ چونک اٹھے... اس قدر جلد فون آنے کا مطلب تھا... اس کے پاس کوئی خاص خبر تھی:

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام محمود... بہت زبردست... بہت شاندار... فوراً دفتر آ جاؤ..."

یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆
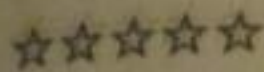
نہیں!

وہ اسی وقت اکرام کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے... اب ان پر جوش کی حالت طاری ہو چکی تھی اور ایسا اس کیس میں پہلی بار ہو رہا تھا... اکرام بے تابانہ انداز میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ انہیں دیکھتے پر جوش انداز میں بولا:

"ہم اب تک بڑی غلطی کرتے رہے ہیں... آر کے نشانات کو پرانے نشانات سے ملایا ہی نہیں... اب فرزانہ کے خیال دلانے پر یہ کام کیا ہے... اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ اس وقت تک جتنے نشانات ملے ہیں... ان سب کا ریکارڈ مل گیا ہے۔"

"کیا!!!" مارے حیرت کے انہوں نے کہا۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے... لیکن یہ ریکارڈ آج سے پندرہ سال پہلے کا ہے... گویا یہ پورا گروہ پندرہ سال بعد پھر سے حرکت

"اوہ... لیکن کون سا گروہ۔ اس وقت اس کا کیا نام تھا؟"

"اس گروہ کا نام تھا... بلیک ہارٹ..."

"آپ کا مطلب ہے... سیاہ دل۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! یہ بہت ہی سفاک لوگوں کا گروہ تھا... بے رحم ترین لوگ تھے... جہاں وارداتیں کرتے، وہاں بے دریغ خون بہا ڈالتے... اس نام سے لوگ ڈرنے لگے تھے... جہاں واردات کرتے تھے... وہاں دل کی شکل کا ایک لوہے کا ٹکڑا ضرور ڈال کر جاتے... یہ بالکل سیاہ دل نظر آتا تھا... اور اس سیاہ دل پر انگلیوں کے نشانات بھی ہوتے تھے... گویا وہ پولیس کو چیلنج کرتے تھے کہ وہ ہمارے گروہ کے کسی آدمی کو پکڑ کر دکھائے... اور واقعی پولیس اس گروہ کے کسی ایک فرد کو بھی نہ پکڑ سکی..."

"پھر... آخر اس گروہ کا کیا بنا تھا... پولیس تو کسی کو پکڑ ہی نہیں سکی تھی۔" خان رحمان بولے۔

"اچانک گروہ کی سرگرمیاں بالکل ختم ہو گئیں... یوں لگا جیسے پورے کا پورا گروہ زیر زمین چلا گیا ہو، جیسے اس نے وارداتیں نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو... اور وقت کے ساتھ ساتھ لوگ اس گروہ کو

بھول گئے... ذہنوں سے یہ نام مٹ گیا... اس طرح پندرہ سال گزر گئے... اب آر کے کا نام سامنے آنے لگا۔ تو بھلا کسی کو کیسے خیال آسکتا تھا کہ اس گروہ کا ماضی سے کوئی تعلق ہے... فرزانہ خیال نہ دلاتی تو ہم کبھی بھی پندرہ سال پرانے ریکارڈ سے ان نشانات کو نہ ملاتے اور اب یہ بات میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پندرہ سال پہلے کے بلیک ہارٹ گروہ نے آر کے کے نئے نام سے دوبارہ کام شروع کیا ہے... اور اسی پراسرار انداز میں وارداتیں کر رہا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے... سکندر بھائی خان کو آر کے نے قتل کرایا ہے... لیکن کیوں؟"

"ہم ابھی تک اس کیوں کا جواب تلاش نہیں کر سکے... لیکن اب چونکہ سرا ہاتھ میں آگیا ہے... اس لیے امید ہے... ہم کامیابی کی طرف بڑھ سکیں گے۔" اکرام نے جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر ہمیں اس گروہ کے بارے میں تمام تر معلومات کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"میں فائل حاصل کر چکا ہوں۔"

"بہت خوب! جلدی سے فائل ہمیں دے دیں... تاکہ ہم اس کا

مطالعہ کر لیں اور یہ فیصلہ کریں کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"یہ رہی فائل... اسے گھر لے جاتے ہیں... وہیں ہم مل بیٹھ کر اس کا مطالعہ کریں گے۔"

"بہت اچھی بات ہے انکل۔"

پھر وہ فائل سمیت گھر آگئے... اور برآمدے میں آبیٹھے... فائل کھولی گئی... اور سب اس پر ایک ساتھ جھک پڑے... اس طرح ان کے سر آپس میں ٹکرا گئے... لیکن ان پر کچھ ایسا جوش طاری تھا کہ ناریلوں کے ٹکرانے کا ذکر بھول گئے۔

اس فائل کے مطابق بلیک ہارٹ گروہ تقریباً تیس آدمیوں پر مشتمل تھا... یہ اندازہ اس طرح لگایا گیا کہ انہیں کل تیس آدمیوں کے نشانات مل سکے تھے... پورے شہر میں ہولناک قسم کی وارداتیں کرنا اس گروہ کا کام تھا... جہاں واردات کرتا، وہاں خون ضرور بہاتا تھا... اور یہ کہ اس کا کوئی آدمی بھی کبھی گرفتار نہیں ہوا تھا... پھر اچانک گروہ کا گروہ غائب ہوگیا... اور یہی سب سے عجیب بات تھی...

"اور اسی سوال کا جواب ہمیں چاہیے۔" پوری فائل پڑھنے کے بعد فرزانہ نے بلند آواز میں کہا۔

"اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں ریٹائرڈ ڈی ایس پی شفقات علی خان کے پاس جانا پڑے گا... اس کیس کی تفتیش انہی کے ذمے تھی... یعنی گروہ کے غائب ہونے کے بعد یہ کام ان کے سپرد کیا گیا تھا... لیکن وہ بھی اس کا سراغ نہیں لگا سکے تھے کہ گروہ اچانک کیوں غائب ہو گیا..."

"چلیے وہ سراغ نہیں لگا سکے تھے، لیکن انہوں نے کچھ اندازے ضرور قائم کیے ہوں گے کہ آخر یہ گروہ اچانک کیوں غائب ہو گیا تھا... اور اس کے بعد انہوں نے اس کی تلاش کے لیے کیا کچھ کیا تھا۔"

"ٹھیک ہے... چلے چلتے ہیں۔" اکرام نے کہا۔

اکرام کو ڈی ایس پی شفقات علی خان کا پتا معلوم تھا... وہ وہاں پہنچے... شفقات علی خان کافی بوڑھے ہو چکے تھے... لیکن اکرام کو دیکھتے ہی وہ حیرت زدہ سے رہ گئے... اور انہوں نے صاف محسوس کر لیا کہ وہ گھبرا سے گئے تھے... اس پر انہیں بہت حیرت ہوئی... اتنی دیر میں وہ خود کو سنبھال چکے تھے... چنانچہ انہوں نے آگے بڑھ کر ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور پھر انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے... اس وقت انہوں نے کہا:

"اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو آپ سب انسپکٹر اکرام ہیں... یعنی انسپکٹر جمشید کے خاص ماتحت... بلکہ کہنا چاہیے... مستقل ماتحت۔" انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے لہجے میں ہلکا سا طنز بھی تھا:

"جی ہاں! آپ نے ٹھیک پہچانا۔"

"اور یہ تینوں بچے انسپکٹر جمشید کے ہیں۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔"

"اور یہ ہیں پروفیسر داؤد صاحب... مشہور و معروف سائنس دان اور یہ ہیں ریٹائرڈ مشہورو جی... خان رحمان... میں نے غلط تو نہیں کہا۔" اب وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکے تھے۔

"جی نہیں... آپ نے ہم سب کو بالکل ٹھیک پہچانا ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"لیکن آج میرے غریب خانے میں دھاوا کس لیے... کیا مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے۔"

"پپ پتا نہیں۔" فاروق ہکلایا۔

"کیا مطلب؟" ان کے منہ سے چلانے کے انداز میں نکلا۔

"میں نے کہا ہے... ہمیں معلوم نہیں آپ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے یا نہیں۔"

"حد ہوگئی ... صاف صاف بات کریں ... کس لیے آئے ہیں۔"

"دراصل ہم بلیک ہارٹ گینگ کے بارے میں معلومات چاہتے ہیں۔"

"بلیک ہارٹ! ارے باپ رے ... وہ ... وہ تو بہت خوفناک لوگ تھے۔" ڈی ایس پی شفقات علی خان کانپ گئے۔

"جی ہاں! یہی بات ہے! ریٹائر ہونے سے پہلے آپ اس گروہ پر کام کر رہے تھے ... کہ اچانک یہ گروہ غائب ہو گیا ... اور پھر اس وقت سے لے کر آج تک اس کا نام سننے میں نہیں آیا۔"

"یہی بات ہے"۔ انہوں نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"آخر کیوں ... یہ لوگ یکا یک کیوں غائب ہو گئے تھے۔"

"یہ معلوم نہیں ہو سکا۔"

"کیا آپ نے اس وقت یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"بالکل کی تھی ... لیکن میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکا تھا۔"

"کیا آپ اس گروہ کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتے ... یہ کیا کیا کرتا تھا۔"

"بس! لوٹ مار کرنا کام تھا اس کا ... رات کے وقت کسی دولت

[illegible] حملہ آور ہوتا تھا اور لوٹ مار کے علاوہ خون خرابہ بھی کر کے [illegible] اور اپنے گینگ کا نشان وہاں ضرور چھوڑ کر جاتا تھا۔ وہ سیاہ [illegible] کا دل بنا ہوا ہوتا تھا۔"

"اس دل پر انگلیوں کے نشانات ملتے تھے۔"

"ہاں! گروہ کے لوگ اپنے نشانات وغیرہ کی کوئی پروا نہیں [illegible] تے تھے ... اس لیے ہمارے پاس اس پورے گروہ کے نشانات [illegible]"

"حیرت ہے ... پھر بھی ... گروہ پکڑا نہیں گیا۔" محمود نے [illegible] ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"افسوس! ہمیں آپ سے کوئی مدد نہیں مل سکی ... آئیے انکل [illegible]" محمود نے منہ بنا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

انہوں نے ہاتھ ملائے اور باہر نکل آئے ... گاڑی میں بیٹھنے کے [illegible] فرزانہ دبی آواز میں بولی:

"یہ صاحب ضرور کچھ جانتے ہیں ... ہمیں ان کی نگرانی کرانا ہو [illegible]"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"میں ابھی اپنے دو ماتحتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں... وہ ان کی نقل و حرکت نوٹ کریں گے اور ہمیں رپورٹ دیں گے۔" اکرام بولا۔

اور اپنے ماتحتوں کو فون کرنے لگا:

"ویسے... میرا خیال ہے... کیس اب آگے بڑھ رہا ہے۔" پروفیسر مسکرائے۔

"یہ تو ٹھیک ہے انکل... لیکن ابھی اس میں تیزی نہیں آئی... ہاں شفقات صاحب سے کچھ معلومات مل جاتیں تو اور بات تھی۔"

"وہ بھی مل جائیں گی... اگر ان کا اس معاملے سے تعلق ہے تو یہ پرسکون نہیں رہیں گے..." خان رحمان بولے۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو... ورنہ جانتے ہو کیا ہوگا۔" فرزانہ بولی۔

"کیا ہوگا۔"

"ابا جان کے آجانے تک اگر ہم کوئی کام نہ دکھا سکے تو وہ بہت مذاق اڑائیں گے۔"

"یہ بات تو خیر ہے، ایسے موقعوں پر ابا جان پتا ہے، کیا کرتے ہیں۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"کیا کرتے ہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"وہ شروع سے آخر تک کیس پر غور کرتے ہیں... تمام واقعات کو دہراتے ہیں... بس اسی دہرانے کے چکر میں... کوئی بات ایسی سامنے آجاتی ہے یا کوئی ایسا پہلو نظر آجاتا ہے جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن اس طرف اس سے پہلے دھیان نہیں جاتا... بس پھر اس پہلو پر کام شروع ہوتا ہے۔"

"ہم ایسا بھی کر لیتے ہیں۔"

"ویسے تو میرا خیال ہے... اب ہمارے ہاتھ کوئی نہ کوئی سرا آنے والا ہے۔ شفقات علی خان ضرور کوئی حرکت کریں گے۔" پروفیسر داؤد نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن اگر ان کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ ہوا تو وہ کیوں [illegible]ن کرنے لگے۔"

"اگر ان کا کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ بلیک ہارٹ گینگ کے ذکر پر گھبرا کیوں گئے تھے۔"

"اس میں شک نہیں... کہ وہ گھبرا گئے تھے... لیکن ان کی گھبراہٹ کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔"

"بہت جلد یہ بات معلوم ہو جائے گی... فکر نہ کریں۔" اکرام

نے خیال ظاہر کیا۔

"ویسے انکل... اگر صفدات علی خان کے ماضی کو کھنگالا جائے تو کیا خیال ہے... یعنی... ملازمت کے دوران ان کا کردار کیا تھا۔"

"اس سلسلے میں ان کے دور کے پولیس آفیسرز سے ملنا پڑے گا۔"

"تو آپ ایسے کسی ایک آدھ آفیسر کا پتا نہیں چلا سکتے۔"

"ہاں! کیوں نہیں... میں ابھی اپنے ایک بہت بوڑھے پولیس آفیسر سے بات کرتا ہوں... وہ میرے بہت اچھے واقف ہیں۔"

یہ کہہ کر اکرام نے انہیں فون کیا اور ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا... آخر فون بند کر کے اس نے کہا:

"اس سلسلے میں تو خود بھی بوڑھے پولیس آفیسر ہمارے کام آ سکتے ہیں... وہ ہمیں بلا رہے ہیں۔"

"تب تو بن گیا کام۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اور ان کا نام کیا ہے۔" خان رحمان نے پوچھا۔

"الطاف خالد صدیقی۔"

"کیا کہا... الطاف خالد صدیقی۔" خان رحمان چونکے۔

"اب آپ کو کیا ہوا انکل۔" فرزانہ نے بھی چونک کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے... ملازمت کے دوران میرا بھی ان سے کسی سلسلے میں واسطہ پڑ چکا ہے۔"

"یہ اور اچھی بات ہے... خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے [illegible]" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

[illegible] نے دو۔"

"دیوانے ہو گئے تم خود۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"یہ کوئی تک... بھلا اس میں جلنے بھننے کی کوئی ضرورت ہے۔"

فاروق نے منہ بنایا۔

"کس میں؟" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"جی... پتا نہیں کس میں جلنے بھننے کی ضرورت ہے..." محمود [illegible]

"توبہ ہے تم سے۔" پروفیسر داؤد نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ [illegible]ا۔

"آپ... انکل آپ بھی محمود کی نقل اتارنے لگے۔"

"نن نہیں تو..." وہ بوکھلا اٹھے۔

اور پھر وہ الطاف خالد صدیقی کے گھر پہنچ گئے... ان کا گھر چھوٹا سا تھا... لیکن تھا بہت خوب صورت... اس کے ایک طرف چھوٹا سا باغ تھا... اس میں پھولوں کے پودے لہلہا رہے تھے۔

جونہی ان کا آمنا سامنا ہوا، وہ خان رحمان کو دیکھ کر زور سے اچھلے اور پھر ان کے چہرے پر جوش کے آثار نظر آئے... وہ دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولے:

"آہا! یہ تو میرے بہت پرانے دوست خان رحمان ہیں... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔"

"نہیں... آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔" خان رحمان نے کہا اور ان کے گلے سے لگ گئے۔

اب وہ انہیں اپنے ڈرائنگ روم میں لے آئے:

"پہلے آپ لوگوں کو چائے پلاؤں گا... پھر کوئی بات کروں گا... بہت مدت بعد میں نے انہیں دیکھا ہے۔"

"چلیے یونہی۔"

چائے کے بعد وہ اپنے موضوع کی طرف آ گئے... اس وقت الطاف خالد نے پوچھا:

"ہاں تو آپ لوگ شفقات علی خان کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہیں۔"

"ملازمت کے دوران ان کی شہرت کیسی تھی۔"

"ان کے بارے میں عام خیال یہ تھا کہ وہ خوب رشوت لیتے

ہیں... لیکن یہ بات کوئی بھی ثابت نہ کر سکا... نہ ان پر کوئی کیس بن سکا... بس ان کے خلاف باتیں سننے میں آتی رہیں... کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہیں آ سکا تھا... انہی حالات میں وہ ریٹائر ہو گئے... انہوں نے الوداعی پارٹی کے موقعے پر یہ الفاظ کہے تھے:

"میرے بارے میں لوگ عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں... مجھ پر رشوت کے الزامات لگاتے ہیں... لیکن میرا دامن صاف ہے... اور اگر کسی کو اس کے خلاف دعویٰ ہے تو وہ اپنی بات ثابت کر دکھائے... لیکن کوئی ایسا نہ کر سکا۔"

"بہت خوب! اس زمانے میں شہر میں بلیک ہارٹ گینگ کی بہت شہرت تھی... کیا آپ اس کے بارے میں کوئی بات بتا سکتے ہیں۔"

"ن... نہیں... نہیں۔"

وہ مارے خوف کے چلا اٹھے۔

☆☆☆☆☆

لانچ

انہیں بہت حیرت ہوئی... انہوں نے ان کی بدلتی حالت کا غور سے جائزہ لیا۔ پھر فرزانہ نے جلدی سے پوچھا:

"کیا ہوا انکل... آپ تو بُری طرح خوف زدہ ہو گئے... حالانکہ یہ اس زمانے کی بات ہے... جب یہ گینگ شہر میں وارداتیں کیا کرتا تھا۔"

"ہاں! لیکن میں ہمیشہ اس سے خوف زدہ رہا ہوں... اور اس کی وجہ ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"میں نے ایک محفل میں... ایک بات کہہ دی تھی... اور اس محفل میں ڈی ایس پی شفقات بھی تھے۔"

"ان دنوں ڈی ایس پی شفقات علی خان بلیک ہارٹ گینگ کے

خلاف کام کر رہے تھے... پھر اچانک یہ گروہ غائب ہو گیا۔ اس کا غائب ہونا بہت ہی عجیب تھا... خاص طور پر محکمہ پولیس کے لیے... اب چونکہ اس معاملے کی تفتیش ڈی ایس پی شفقات علی خان کر رہے ہے، اس لیے محکمے کے لوگ انہیں عجیب وغریب نظروں سے دیکھنے لگے... کیونکہ رشوت لینے کے سلسلے میں ان پر پہلے بھی شک کیا جا رہا تھا... انہی دنوں بلیک ہارٹ گینگ غائب ہو گیا... غور کرنے کی بات ہے، جو گروہ اس قدر سفاک ہو، بے رحم ہو اور خوب دھڑلے سے وارداتیں کر رہا ہو... اسے اچانک غائب ہونے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی... اب جہاں پولیس والے جمع ہوتے... اس بارے میں بات ضرور کرتے... اور ڈی ایس پی شفقات کے بارے میں ضرور تبصرہ ہوتا... اس قسم کی ایک محفل میں میں بھی موجود تھا اور ڈی ایس پی شفقات بھی موجود تھے... بس ذکر چھڑ گیا بلیک ہارٹ گینگ کی گم شدگی کا... اس وقت میرے منہ سے نکل گیا... کہ شاید ہمارے کسی ساتھی نے اس گینگ کا سراغ لگا لیا تھا، لیکن پھر اسے گرفتار کرانے کے بجائے اس سے سودا بازی کر لی... اسی لیے گینگ اب کچھ مدت کے لیے یا ہمیشہ کے لیے زیر زمین چلی گئی ہے... اگرچہ میں نے ڈی ایس پی شفقات کا نام نہیں لیا تھا، لیکن سب نے یہی سمجھا کہ میرا اشارہ

ان ہی کی طرف ہے۔ خود انہوں نے بھی یہی سمجھا اور مجھے قہر آلود
نظروں سے دیکھا... لیکن منہ سے کسی نے کچھ نہ کہا... میں بھی ان
دنوں ڈی ایس پی تھا... اسی دن مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔''

''کیا!!!'' وہ ایک ساتھ چلائے۔

''ہاں! میرے گھر پر نامعلوم افراد نے چند منٹ تک زبردست
فائرنگ کی گئی... پھر حملہ آور فرار ہو گئے... ایک گھنٹے بعد کسی نامعلوم
شخص نے فون پر مجھ سے کہا... آئندہ بلیک ہارٹ گینگ کے بارے
میں ایک لفظ منہ سے نکالا تو ختم کر دیے جاؤ گے، آج تو ہم تمہیں خود
زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں... کیونکہ یہ صرف ایک وارننگ
ہے... ورنہ تم تک پہنچنا اور تمہارا کام تمام کرنا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا
کھیل تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے جو دودھ تم پینے جا رہے ہو... اسے
پینے سے پہلے کسی بلی کو چکھا لو۔''

یہ سن کر میں کانپ گیا... دودھ بلی کو پلایا تو وہ فوراً مر گئی... اس کا
مطلب ہے... وہ میرے گھر میں بھی داخل ہو گئے .... لیکن بس
دودھ میں زہر ملا کر چلے گئے... یہی وجہ ہے کہ میں نے اس گینگ کا
نام منہ سے نہیں لیا۔ نہ یہ کیس میرے سپرد تھا... اس لیے میں خاموش
ہی ہو گیا... ہاں محکمہ میرے ذمے اس کی تلاش لگاتا تو اس صورت میں

میں اپنا فرض ادا کرتا... چاہے پھر کچھ ہو جاتا... اس کے جلد ہی بعد
میں ریٹائر ہو گیا... اور ایک مدت گزرنے کے بعد آج آپ لوگوں کی
زبانی بلیک ہارٹ کا نام سن کر میں گھبرا گیا...'' یہاں تک کہہ کر وہ
خاموش ہو گئے...

''تو کیا واقعی آپ کا یہ خیال ہے کہ ڈی ایس پی شفقت خان نے
رشوت لے کر اس گروہ کو زیر زمین چلے جانے کا مشورہ دیا تھا... ورنہ
اس گروہ کو گرفتار کرنا پڑتا... کیونکہ وہ اس کا سراغ لگا لینے کی اطلاع
اپنے ایس ایس پی صاحب کو دے چکے تھے... جہاں گینگ کا ٹھکانا
تھا... لیکن چھاپے سے پہلے ہی وہ لوگ وہاں سے فرار ہو چکے تھے...
بس اس روز کے بعد ان کا کوئی پتا نہیں۔ اب ظاہر ہے... شفقت
نے ان سے بڑی بھاری رقم لی ہو گی... تبھی انہیں فرار ہونے کا موقع
دیا ہو گا... اور ساتھ ہی انہیں یہ مشورہ دیا ہو گا کہ اب وہ غائب ہی ہو
جائیں...'' الطاف خالد نے جلدی جلدی کہا۔

''لیکن کیوں... انہیں گینگ کو یہ مشورہ دینے کی کیا ضرورت
تھی۔''

''فرض کیا گینگ پکڑا جاتا تو وہ یہ بھی بیان دیتا کہ اس سے
شفقت نے اتنی رقم لی ہے، ان کا فائدہ بھی اس میں تھا کہ گینگ اب

زیر زمین چلی جائے۔"

"ہوں... بات بھی لگتی ہے..." پروفیسر بولے۔

"لیکن... سوال یہ ہے کہ ان معلومات سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"ان معلومات سے کم از کم ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ گینگ یکا یک کیوں غائب ہو گیا تھا۔" محمود بولا۔

"تب پھر اتنی مدت بعد اب کیوں وہ پھر منظرِ عام پر آ گیا ہے... یعنی آر کے نام سے۔" پروفیسر بولے۔

"جرم چھپا نہیں رہ سکتا... آخر ان لوگوں کو ان کے جرائم کی سزا تو ملے گی... اتنی مدت تک اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈھیل دیے رکھی... لیکن ان لوگوں نے توبہ نہیں کی... بلکہ ہو سکتا ہے... یہ اس مدت کے دوران بھی اپنا کام کرتے رہے ہوں اور اپنے نام کی کوئی چیز جائے واردات پر نہ چھوڑتے رہے ہوں۔" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"تب پھر اب کیوں نیا نام ظاہر کرنے لگ گئے۔"

"ایسے لوگوں کو شیخی بگھارنے کی عادت ہوتی ہے... گمنام انداز میں وارداتیں کرنے کی... بہت عرصہ صبر کرنے کے بعد آخر پھر نام ظاہر کرنے لگے... نیا نام اس لیے رکھ لیا کہ ڈی ایس پی شفقات

کے کان نہ کھڑے ہو جائیں..." فاروق نے فوراً کہا۔

"یہ سب باتیں ٹھیک... سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں۔"

"نگرانی... اب شفقات گینگ کے کرتا دھرتا سے ضرور رابطہ کرے گا... شفقات جانتا ہے... گینگ کا لیڈر کون ہے... اسے خطرے سے خبردار کیے بغیر رہ نہیں سکتا... کیونکہ اگر گینگ پکڑا جاتا ہے تو ساتھ میں شفقات بھی گرفت میں آئے گا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن یہ ابھی صرف اندازہ ہے کہ شفقات نے ان سے بڑی رقم لی تھی... اور انہیں زیر زمین چلے جانے کا مشورہ دیا تھا... اور یہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔" خان رحمان نے اعتراض کیا۔

"ہاں! یہ بات بھی ہے، لیکن بہرحال ہمیں نگرانی تو کرنا ہو گی اور یہ کام اب ہم صرف سیاہ لباس والوں سے نہیں لیں گے... بلکہ جونہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ملے گی... ہم میدان میں آ جائیں گے۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

"انکل! اب آپ فوری طور پر ان کی نگرانی شروع کرا دیں۔" فرزانہ اکرام کی طرف مڑی۔

"فکر نہ کرو۔"

"اور اس سے پہلے کی نگرانی تو شروع ہو ہی چکی ہوگی۔" فرزانہ
نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں! بالکل..."

عین اس لمحے اکرام کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے چونک کر
موبائل کی طرف دیکھا... پھر پرجوش آواز میں بولا:

"لگتا ہے... کام شروع ہو گیا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے موبائل آن کیا... دوسری طرف اس کا ماتحت کہہ
رہا تھا:

"سر! ساحل سمندر والی عمارت میں کچھ لوگ نظر آرہے ہیں...
یہ ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں..."

"بہت خوب! ہم آرہے ہیں، ہوشیار رہو... بس تم صرف نگرانی
کرو گے اور اگر یہ یہاں سے کہیں جائیں تو تم ان کا تعاقب کرو
گے۔"

"اچھی بات ہے سر۔"

اکرام نے موبائل بند کر دیا۔ وہ اسی وقت ساحل کی طرف روانہ
ہو گئے... ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... اس نے چونک کر

...سکرین پر نظر ڈالی... اور پھر بہت زور سے اچھلا... اس کی
...میں حیرت ہی حیرت دوڑ گئی، ساتھ میں وہ چلا اٹھا:

"...ابا جان آپ!"

"ہاں! میں... لیکن میں یہاں سے بہت فاصلے پر ہوں... آ
...اور تمہیں خبردار کرتا ہوں... دشمن سے پوری طرح ہوشیار
...وہ بہت چالاک ہے... بہت زیادہ چالاک... تمہیں ہر قدم
...پھونک کر اٹھانا ہے۔"

"لیکن ابا جان... آپ کو کیا پتا کہ ہم کن حالات میں گھرے

...خفیہ فورس کے ذریعے سے مجھے اطلاعات موصول ہوتی ہیں...
...یہ کہہ کر فون بند کر رہا ہوں... کیونکہ یہاں کا مسئلہ بہت اہم
...تم اصل بات کو فراموش کر گئے ہو شاید... اور بس۔"

...یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا... سب نے ایک دوسرے کی
...دیکھا، پھر سب ایک ساتھ بول پڑے:

"...اصل بات۔"

"اور وہ اصل بات کیا ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"...ہمیں سوچنا ہوگا..." محمود بولا۔

''پہلے سوچیں یا ساحل سمندر کی طرف چلیں۔'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''ساحل کی طرف چلتے رہتے ہیں... اور سوچتے بھی رہتے ہیں۔'' خان رحمان نے رائے دی۔

''بالکل ٹھیک۔'' پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

اور پھر وہ ساحل پر پہنچ گئے... انہوں نے اس عمارت کا رخ کیا... اس سے کچھ فاصلے پر پہنچے تھے کہ اکرام کا ایک ماتحت ان کی طرف آیا:

''عمارت میں اب کوئی نہیں ہے سر۔'' اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

''کیا مطلب؟''

''وہ یہاں سے نکل کر ساحل پر چلے گئے تھے... وہاں ایک بڑی لانچ موجود تھی... بس وہ اس میں بیٹھے اور چلے گئے... اب ہم کیا کر سکتے تھے... ہمارے پاس تو لانچ نہیں تھی...''

''خیر کوئی بات نہیں۔'' محمود نے کہا اور آئی جی صاحب کو فون کیا... انہیں صورت حال بتانے کے بعد وہ بولا:

''اور ہمیں فوری طور پر اس مقام پر ایک لانچ کی ضرورت ہے۔''

''ٹھیک ہے... بیس پچیس منٹ میں لانچ یہاں پہنچ جائے گی... متعلقہ لوگوں سے کہہ دیتا ہوں۔''

''شکریہ!''

اور پھر پندرہ منٹ بعد لانچ وہاں پہنچ گئی... انہیں ٹارچ سے اشارہ دیا گیا۔ وہ جلدی جلدی لانچ پر سوار ہو گئے... اس وقت ڈرائیور نے ان سے سوالیہ انداز میں کہا تھا:

''آئی جی صاحب؟''

''ہاں!'' وہ بولے۔

''ٹھیک ہے...''

اور لانچ چل پڑی... پھر اچانک نہ جانے کیا ہوا کہ فرزانہ زور سے چلی:

☆☆☆☆☆

سرخی

"اب کیا ہوا؟"

"ابا جان کے خیال دلانے پر ایک خوفناک خیال آیا ہے۔"

"اور وہ کیا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ایک منٹ! پہلے میں ڈرائیور سے بات کر لوں۔"

یہ کہہ کر فرزانہ ڈرائیور کی طرف مڑی:

"آپ مہربانی فرما کر لانچ واپس لے چلیں۔"

"کیا کہا آپ نے... لانچ واپس لے چلوں۔" ڈرائیور نے حیرت ظاہر کی۔

"ہاں! واپس لے چلیں۔"

"لیکن مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ کو کسی لانچ کی تلاش میں سمندر میں آگے جانا ہے۔"

"ہاں! ہم نے آئی جی صاحب سے یہی کہا تھا اور انہوں نے لانچ اسی لیے بھجوائی تھی... لیکن اب ہمیں اس سے بھی زیادہ ضروری ایک اور کام یاد آ گیا ہے... ہم پہلے وہ کام کریں گے... ادھر بعد میں آئیں گے۔"

"لیکن اتنی دیر میں تو وہ لانچ نہ جانے کہاں کی کہاں جا پہنچے گی۔"

"کوئی پروا نہیں۔"

"آپ کو نہیں ہوگی پروا... مجھے تو ہے۔" ڈرائیور بولا۔

وہ اس کا جواب سن کر چونک اٹھے... ان کے منہ سے نکلا:

"کیا مطلب؟"

"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں آپ۔"

"آپ سے جو کہا گیا ہے، آپ وہ کریں۔"

"نہیں کر سکتا نا۔" وہ ہنسا۔

"ارے باپ رے۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"ہو گئی نا گڑبڑ... یہ وہ لانچ نہیں ہے... جو آئی جی صاحب نے بھیجی ہوگی... وہ ہمارے ساحل سے چلے آنے کے چند منٹ بعد پہنچی ہوگی۔"

"بہت زبردست اندازہ لگایا ہے آپ نے۔" ڈرائیور کا لہجہ

بہت طنزیہ تھا۔

"افسوس! ابا جان نے ہمیں عین وقت پر خبردار کر دیا تھا... لیکن ہم ذرا دیر سے سمجھے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"تو کیا ہوا... یہ اکیلا ہے اور ہم پانچ... ہم تو بنا دیں گے اس کی چٹنی۔" خان رحمان نے جلا کر کہا۔

"اس بھول میں نہ رہیے گا۔" وہ پھر ہنسا۔

"تو پھر مہربانی فرما کر یہ بھی بتا دیں کہ ہم کس بھول میں رہیں۔"

"تم لوگ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے... کیونکہ میں اس وقت اس لانچ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ہوں اور شیشے کا خول میرے اوپر موجود ہے، یہ خول بلٹ پروف ہے... تم اس پر گولیاں چلا کر دیکھ لو... مطلب یہ کہ یہ گینگ نئے سرے سے بہت جدید چیزوں سے لیس ہو کر نمودار ہوا ہے۔"

"لیکن اس قدر جدید چیزیں اس گینگ کو کہاں سے مل گئیں۔"

"اس سوال کو جواب تم لوگ باس سے لے لینا... تمہیں سیدھا انہی کے پاس لے جایا جا رہا ہے... اور اس خیال میں بھی نہ رہنا کہ کوئی تم لوگوں کو بچانے کے لیے آ جائے گا... یہاں باس کی حکومت ہے۔"

"کیا کہا... باس کی حکومت ہے۔"

"ہاں! باس جو نئی آن، نئی شان کے ساتھ اور پوری طاقت کے ساتھ اس وقت حرکت میں آ چکا ہے... تم جیسوں کو تو وہ گھاس کے تنکوں جتنی اہمیت نہیں دے گا۔"

"اگر یہ بات ہے... بلکہ اگر یہ باتیں ہیں تو پھر ہم کچھ نہیں کریں گے... کیونکہ کچھ کرنے کی صورت میں تم ہمیں باس تک لے جانے کے قابل نہیں رہ جاؤ گے... بلکہ اس صورت میں تو تم مچھلیوں کی خوراک ہی بن سکو گے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں... اس بھول میں نہ رہنا۔"

"اوہو پہلے بھی کہہ چکے ہیں... ہمیں بتا دیں... کس بھول میں رہیں... یا کس کس بھول میں رہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"بہت جلد تمہیں بتا دیا جائے گا۔"

"کیا یہ وہی لانچ ہے جو آئی جی صاحب نے بھیجی تھی؟" خان رحمان نے پوچھا۔

"نہیں! یہ ہماری اپنی لانچ ہے... وہ بعد میں آئی ہو گی اور تم لوگوں کو نہ پا کر واپس چلی گئی ہو گی۔"

"غلط... بالکل غلط۔" لانچ میں ایک آواز ابھری۔

انہوں نے دیکھا، اس آواز کو سن کر ڈرائیور کے چہرے پر خوف
دوڑ گیا

''مم... میں سمجھا نہیں باس۔''

''ہم اس لانچ کو واپس کیسے جانے دے سکتے تھے... اس لانچ کا
ڈرائیور واپس جا کر بتاتا کہ یہ لوگ نہیں ملے... اس صورت میں آئی
جی صاحب حرکت میں آجاتے اور ساحل پر اور سمندر میں بڑے
پیمانے پر ان کی تلاش شروع کر دی جاتی... لہٰذا اس لانچ کو تباہ کرنا
ضروری تھا... اب ہمارے لیے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں... آئی جی
کو بہت دیر بعد ہوش آئے گا... اس وقت تک ہم یہ ٹھکانا تبدیل کر
چکے ہوں گے... ایسے ٹھکانوں کی ہمارے پاس پہلے ہی کوئی کمی نہیں
ہے۔''

''بہت خوب باس۔'' ڈرائیور نے سکون کا سانس لیا... اب اس
کے چہرے سے خوف کے آثار مٹ چکے تھے۔''

''سن لیا... تمہارا انتظام پہلے ہی بہت پکا کر لیا گیا ہے۔''

''ہاں! سن لیا... اب تم اپنا کام کرو... ہمیں آپس میں بات
چیت کرنے دو... ورنہ ہم تمہیں باس کے پاس نہیں جانے دیں
گے۔'' فاروق نے جل بھن کر کہا۔

وہ لگا ہنسنے... اس کی ہنسی انہیں زہر لگنے لگی... لیکن وہ کچھ نہ
بولے... محمود نے جیب سے نوٹ بک اور قلم نکال لیا... اور کچھ لکھنے
لگے...

''کیا لکھنے لگے...''

''آخری پیغام... امی جان اور ابا جان کے نام۔'' فاروق
مسکرایا۔

''کیا مطلب؟'' پروفیسر داؤد چونکے۔

''محمود نے اندازہ لگا لیا ہے کہ یہ مہم ہماری زندگی کی آخری مہم
ہے... لہٰذا ان کے نام آخری پیغام لکھ رہا ہے۔''

''دھت تیرے کی...'' محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

''میں نے برا نہیں مانا۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''تک... کس بات کا۔''

''دھت تیرے کی کہنے کا۔'' فاروق مسکرایا۔

''ہے کوئی تک۔''

''نہیں... تک تو خیر واقعی نہیں ہے... لیکن کس سلسلے میں۔''
پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

''آپ بھی کمال کرتے ہیں پروفیسر انکل... یہ بھی کہہ رہے

ہیں کوئی شک نہیں ہے اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ کس سلسلے میں کہا۔''

''اس کا مطلب ہے... میں کچھ غلط سلط کہہ گیا... مم... معافی چاہتا ہوں۔''

''کوئی بات نہیں، معاف کیا۔''

عین اس لمحے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی... پائلٹ زور سے چونکا... پھر اس نے ایک بٹن دبا کر کہا:

''باس! آپ سن رہے ہیں۔''

''ہاں! آئی جی نے ان لوگوں کی تلاش میرے اندازوں سے بہت پہلے شروع کر دی... خیر... تم ذرا لانچ کو پانی کے نیچے لے جاؤ اور ٹھکانا نمبر تین پر لے آؤ۔''

''او کے باس۔''

انہوں نے دیکھا... لانچ کے اوپر ایک کور چھا گیا تھا... اس کے بعد وہ پانی میں اترتی چلی گئی... گویا اب وہ ایک آب دوز تھی اور جب لانچ کا آخری حصہ پانی میں اتر چکا تو اس وقت ہیلی کاپٹر وہاں سے گزر کر آگے چلا گیا... اس کے پیچھے دوسرا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا۔ پھر تیسرا... گویا آئی جی صاحب نے واقعی ان کی تلاش بڑے پیمانے پر شروع کرادی تھی۔

ایک گھنٹے بعد آئی جی صاحب کو رپورٹ دی گئی کہ ان لوگوں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا... ادھر خفیہ فورس انسپکٹر جمشید کو رپورٹ دے رہی تھی... وہ لوگ سمندر میں اس طرح غائب ہو گئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

یہ رپورٹ سن کر آئی جی صاحب کے رنگ اڑ گئے... پھر انسپکٹر جمشید بھی فکر مند ہوئے بغیر نہ رہ سکے... اور انہوں نے فیصلہ کیا... اب انہیں میدان میں اترنا ہی ہوگا... فوری طور پر اپنے شہر میں پہنچنا ہی ہوگا... چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دی اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادھر لانچ بلکہ آب دوز ایک جزیرے کے ساحل پر ابھری۔ اس جزیرے کے اوپر کہر ہی کہر تھی... اور اس کہر کی موجودگی میں ہیلی کاپٹر پر موجود لوگوں کو وہ جزیرہ نظر نہیں آسکتا تھا۔

☆☆☆☆☆
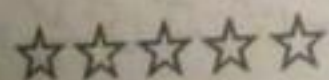
جزیرہ

جونہی لانچ ساحل پر ابھری، اس کے اوپر کا خول بھی ہٹ گیا، ساتھ ہی انہوں نے ڈرائیور کی چہکتی آواز سنی:

"باس! میں انہیں لے آیا ہوں۔"

"وہ تو مجھے معلوم ہی تھا کہ تم انہیں نہایت آسانی سے لے آؤ گے... ہمارے پروگرام ہوتے ہی ایسے ہیں۔" انہوں نے باس کے ہنسنے کی آواز سنی۔

یہ آواز وہ پہلے سن چکے تھے... لانچ میں بھی سنی تھی انہوں نے، لیکن انہیں یاد آرہا تھا کہ وہ پہلے بھی کہیں سن چکے ہیں... فرزانہ نے اس لمحے جلدی سے نوٹ بک نکال لی اور اس پر کچھ لکھ کر اسے دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔ ادھر باس کہہ رہا تھا... ساحل سے لانچ تک لکڑی کا تختہ موجود ہے... اس پر سے ہو کر ادھر آجاؤ۔"

وہ باری باری ساحل پر آگئے... وہاں دس کے قریب مسلح لوگ کھڑے تھے... اسی وقت آواز پھر ابھری:

"انہیں رائفلوں کے سائے میں مجھ تک لے آؤ... میں ان سے ملنے کے لیے بے چین ہوں۔"

اس کا مطلب تھا، باس ان دس میں موجود نہیں تھا... وہ جزیرے پر کہیں تھا۔ رائفلوں والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا... اور انہیں جزیرے کے ایک سمت میں چلنے کا اشارہ کیا۔ اس طرح انہیں پندرہ منٹ تک چلنا پڑا... پھر درختوں میں گھری... لکڑی کی ایک عمارت نظر آئی۔ اس کے چاروں طرف بھی مسلح آدمی موجود تھے:

"باس! یہ لوگ آگئے۔"

"ہاں! دیکھ رہا ہوں انہیں... ان سب کے ہاتھ پیر باندھ دیے جائیں... تاکہ میں انہیں اپنی کہانی سنا سکوں... اس کے بعد ان لوگوں کو سمندر میں غرق کرنا ہے... ہر کسی کے معاملے میں ٹانگ اڑا بیٹھتے ہیں... ویسے حیرت ہے، اس بار ان کے ساتھ انسپکٹر جمشید نظر نہیں آرہے۔"

"فکر نہ کریں... وہ ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود ہیں اور عین وقت پر یہاں آموجود ہوں گے۔"

"ارے نہیں... بھول ہے تم لوگوں کی۔" باس کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"ہماری بھول... بھلا وہ کیسے۔"

"میری اطلاعات کے مطابق... تم لوگوں تک جب لانچ نہ پہنچی اور لانچ ڈرائیور نے آئی جی صاحب کو اطلاع دی کہ یہ لوگ غائب ہیں تو وہ پریشان ہوئے۔ انہوں نے فوراً انسپکٹر جمشید سے رابطہ کیا... وہ اپنا کام چھوڑ کر ادھر آگئے... لیکن ساحل سے آگے وہ بھی کچھ نہیں کر سکے... زیادہ سے زیادہ وہ لوگ یہی کر سکتے تھے نا کہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے تم لوگوں کو سمندر میں تلاش کرتے... لیکن وہ یہ بھی نہ کر سکے... اس لیے کہ اس جزیرے پر بادل چھائے ہوئے ہیں... یا یوں کہہ لو کہ کہر کی تہہ چڑھائی گئی ہے، اس لیے یہ جہازوں سے نظر نہیں آسکتا... مطلب یہ کہ اس وقت تم لوگوں کا رابطہ اپنی دنیا سے کٹ چکا ہے اور تم ہماری دنیا میں ہو..."

"ارے باپ رے۔" فاروق کی بوکھلائی ہوئی آواز ابھری۔

"کک... کیا تم... واقعی سچ کہہ رہے ہو۔" محمود بھی گھبرا گیا۔

"اور نہیں تو کیا۔"

"لیکن اس میں گھبرانے کی کون سی بات ہے۔" فرزانہ نے بڑا سا

منہ بنایا۔

"جب پھر تم بتا دو کہ گھبرانے کی بات کس میں ہے۔" فاروق بولا۔

"تم نے شاید سنا نہیں... ہم اس جزیرے پر اس طرح گھر چکے ہیں کہ یہاں ابا جان، ان کی خفیہ فورس، اکرام یا کوئی اور نہیں پہنچ سکتا... گویا ہم بری طرح پھنس گئے ہیں۔" محمود نے گویا اسے سمجھایا۔

"تو کیا ہوا... اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"ہاں! یہ بات کہی ہے تم نے..." پروفیسر داؤد خوش ہو کر بولے۔

"اور بھئی... اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پروفیسر ہمارے ساتھ ہیں... یہ سو آدمیوں پر بھاری ہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔

"کک... کیا کہا... مم... میں... سو آدمیوں پر بھاری ہوں... ارے نہیں بھئی... اب میں اتنا بھی وزنی نہیں ہوں۔" پروفیسر داؤد گھبرائے ہوئے انداز میں جلدی جلدی کہہ گئے۔

وہ مسکرا دیے... ایسے میں باس کی آواز سنائی دی:

"تم لوگ اب اس عمارت میں آجاؤ... اندر آ کر کرسیوں پر بیٹھ جاؤ... یہ کرسیاں ایک میز کے گرد رکھی گئی ہیں... پھر میں تمہیں اپنی

کہانی سناؤں گا... کیونکہ تم بالکل بھی اندازہ نہیں لگا سکے کہ میں کون ہوں... مجرم کون ہے... اس نے سکندر بھائی خان کو کیوں قتل کرا دیا... عابد شیرازی کہاں ہے... چوکیدار کہاں ہے... آر کے کا کیا راز ہے... آر کے کا پہلا نام کیا تھا... کیوں وہ اس پہلے نام کے ساتھ زیر زمین چلا گیا تھا... اور اتنی مدت بعد ایک نئے نام کے ساتھ وہ کیوں پھر سے وارداتیں کرنے لگا... پہلے اسے کیا مجبوری پیش آ گئی تھی... ان سب باتوں کے جوابات میں تم لوگوں کو دوں گا... جب تمام باتیں تمہارے علم میں آ جائیں گی... اس کے بعد تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا پروگرام شروع کیا جائے گا... کیا خیال ہے... اس سارے پروگرام کے بارے میں۔''

''بہت زبردست... لیکن اس میں ہمارا ابھی ایک مطالبہ ہے۔''

محمود مسکرایا۔

''ضرور ضرور... بتاؤ۔''

''مطالبہ یہ ہے کہ اپنا نام بتانے سے پہلے ہم سے اپنا نام پوچھ لیجیے گا۔''

''ارے نہیں... تم لوگوں کا خیال مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔''

''اور ہمیں امید ہے کہ ہم آپ کا نام بتا سکیں گے... بلکہ اگر آپ

کریں تو ہم آپ کو آپ کی کہانی خود سنا دیں۔''

''کیا... تن نہیں۔'' وہ چلا اٹھا۔

''کیا ہوا... خیر تو ہے... آپ چلا کیوں اٹھے۔''

''تم لوگ اور مجھے میری کہانی سناؤ گے۔''

''ہاں کیوں نہیں... یہ تو ہمارا کام ہے... دوسروں کو ان کی کہانی ...'' فاروق کی شوخ آواز ابھری۔

''لیکن تم مجھے میری کہانی نہیں سنا سکتے۔'' اس نے زبردست واز میں کہا۔

''لیکن کیوں؟'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''اس لیے کہ... میں ساتھ ساتھ رپورٹ لیتا رہا ہوں اور تم لوگ سلسل ناکامیوں کا شکار ہوتے رہے ہو... اور اس وقت بھی تم بالکل بسوں کی حالت میں ہو...''

''ان سب باتوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم آپ کو آپ کی کہانی سنا سکتے... ہم آپ کو آپ کی کہانی بھی سنا سکتے ہیں اور آپ کا نام بتا سکتے ہیں... ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کہیں کہیں اندازے کی غلطی ائے... لیکن اس سے مرکزی کہانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔''

''میرے خیال میں تو تم کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہو... خیر

میں تم لوگوں کو دعوت دیتا ہوں، تم مجھے میری کہانی سنا دو... لیکن اس سے پہلے تم عمارت میں آجاؤ۔"

وہ اس عمارت میں داخل ہو گئے... اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ سامنے ہی برآمدے کے سرے پر ایک کمرے کا دروازہ تھا... آواز آئی:

"اس کمرے میں چلے آؤ... تاکہ تم میرے سامنے بیٹھ کر مجھے میری کہانی سنا سکو۔"

وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے... اس کمرے کا دروازہ بھی خود بخود بند ہو گیا... ایک بار پھر اس کی آواز ابھری:

"اب پوری دنیا کا رابطہ تم سے کٹ گیا... تمہاری آواز صرف میں سنوں گا... باہر موجود میرے ماتحت بھی نہیں سن سکیں گے ... کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔"

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے... فوراً ہی کرسیوں سے تسمے برآمد ہوئے اور ان تسموں نے ان کے ہاتھوں، پیروں اور کمر کو جکڑ لیا:

کمرے میں دوسری طرف موجود دروازہ کھلا اور سر سے پیر تک سیاہ لباس میں ایک درمیانے قد کا آدمی اندر آ گیا... وہ ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا...

"ہاں تو ہو جائے کہانی۔"

"اس طرح کہانی سنانے کا یہ پہلا موقع ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"میرا مطلب ہے... ہم ذرا اور طرح کہانی سنانے کے عادی ہیں... سب لوگ موجود ہوتے ہیں اور ہم باری باری بتاتے ہیں کہ انہیں کس کس پر مجرم ہونے کا شبہ ہے اور کیوں... پھر آخر کار اصل مجرم کے چہرے سے پردہ ہٹاتے ہیں۔ یہاں تو ایسی کچھ بھی نہیں ہوگا... کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ بھی باہر میدان میں چلیں اور ہمیں بھی لے چلیں، وہاں سب ماتحتوں کے سامنے ہم آپ کی کہانی سنائیں۔"

"نہیں... میں نہیں چاہتا میرے ماتحتوں کو معلوم ہو... میں کون ہوں... باقی رہی کہانی کی بات... وہ تم نہیں سنا سکو گے تو میں خود سناؤں گا۔ اور تمہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔"

"تو پھر پہلے آپ اپنی کہانی ہم سے سن لیں۔"

"شروع کرو۔"

"اچھی بات ہے... میں شروع کرتا ہوں کہانی... فرزانہ،

فاروق، جہاں مجھ سے کوئی غلطی ہونے لگے... تم ٹوک دینا۔''

''فکر نہ کرو... ایسا ٹوکیں گے کہ تم یاد ہی کرتے نظر آؤ گے۔''

''کیا خاک یاد کرتا نظر آؤں گا... یہ حضرت تو ہمیں ویسے سمندر کی نذر کر دیں گے... یاد کرتے نظر آنے کا موقع کسے ملے گا۔''

''اوہ ہاں... واقعی... خیر... بسم اللہ کرو۔''

''اور ہم دونوں کیا کریں گے اس دوران۔'' خان رحمان نے منہ بنایا۔

''آپ بھی ہماری کہانی غور سے سنتے رہیں... اور لطف اندوز ہوتے رہیں۔''

''اچھی بات ہے... ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔'' پروفیسر بولے۔

''کس بات کی؟'' فاروق نے فوراً پوچھا۔

''لطف اندوز ہونے کی... ان حالات میں اور کسی بات کی کوشش کی بھی کیسے جا سکتی ہے۔''

''یہ تم کہانی سنا رہے ہو۔'' باس نے جھلا کر کہا۔

''یہ کہانی عابد شیرازی سے شروع ہوئی تھی... ایک شخص اس کے پاس ایک تصویر بنوانے کے لیے آیا... لیکن وہ بہت عجیب تصویر بنوانا چاہتا

تھا... بلکہ خوفناک بھی... اس نے تصویر بنانا منظور کر لی... اور معاوضہ لے لیا۔ اس نے تصویر تو بنا دی، لیکن وہ شخص لینے کے لیے نہ آیا... پھر ایک دن اخبار میں وہ تصویر شائع ہو گئی... وہ ایک شخص سکندر بھائی خان کے قتل کی تصویر تھی... ساتھ میں اس کے قتل کی خبر بھی شائع ہوئی تھی... بالکل یہی تصویر اس شخص نے عابد شیرازی سے بنوائی تھی... اس پر وہ خوف زدہ ہو گیا... وہ ہمارے پاس چلا آیا... ہم نے تفصیل سنی تو اس کیس پر کام کرنے پر مجبور ہو گئے... اب ظاہر ہے، ہمیں سکندر بھائی خان کے گھر جانا تھا... کیونکہ کیس سے متعلق معلومات ہمیں وہیں سے مل سکتی تھیں۔ وہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ سکندر بھائی خان محکمہ خارجہ میں ملازم تھے۔ ادھیڑ عمر کے تھے۔ اور کچھ دنوں سے بہت زیادہ پریشان تھے۔ رات کے وقت ان سے ملنے کے لیے تین آدمی آئے۔ یہ بات اس چوکیدار نے بتائی تھی جو رات کے وقت گلیوں میں گشت لگاتا ہے، اس نے بیان دیا تھا کہ اس نے تین آدمیوں کو سکندر بھائی خان کے گھر میں داخل ہوتے دیکھا اور دوسرے چکر میں باہر بھی آتے دیکھا۔ ان تین میں سے صرف ایک کا حلیہ اس نے بالکل صاف طور پر بتایا، اب وہ حلیہ بالکل عابد شیرازی کا تھا... لہٰذا اسے گرفتار کر لیا گیا... لیکن ہم نے اس کی ضمانت کروا لی

اس لیے کہ ہمارے خیال میں وہ مجرم نہیں تھا... اب اس طرح
چوکیدار کا کردار مشکوک نظر آیا۔ آخر اس نے دونوں مر... عابد شیرازی
کے حلیے والے آدمی کو ہی کیوں دیکھا۔ جب ہم نے اس سلسلے میں
چھان بین کی تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس نے یہ حلیہ قاتلوں کے کہنے
پر بیان کیا ہے... گویا اس نے قاتلوں سے اس کام کی کوئی بڑی رقم
وصول کی تھی... اب ظاہر ہے مجرموں کو فکر ہوئی کہ کہیں چوکیدار ان
کے بارے میں کوئی بات نہ بتا دے، اس لیے اسے غائب کر دیا گیا
... پھر عابد شیرازی کو بھی غائب کر دیا گیا، اس دوران آر کے وا...
چین ہمارے ہاتھ لگی... اور کیس نے ایک نیا موڑ لیا۔''

''ہم اس کے بعد سکندر بھائی خان کے دفتر بھی گئے۔ اس کے
آفیسر صولت یزمانی سے ملے... صولت یزمانی کا چپڑاسی ہمیں پراسرار
شخص لگا... اس کا ایڑیوں پر گھومنے کا انداز عجیب سا تھا، لیکن ہم
کوئی بات معلوم نہ کر سکے، ہم نے دفتر کے ملازمین سے بھی سوالات
کیے۔ ان سب کا کہنا یہی تھا کہ سکندر بھائی جان کچھ دنوں سے شدید
پریشان تھے، لیکن انہوں نے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں بتائی تھی۔ یہاں
سے بھی ہم مایوس لوٹے... اور پھر آخر کیس کا ایک سرا ہمارے ہاتھ
لگ گیا... آر کے تنظیم کے کچھ لوگوں کی انگلیوں کے نشانات ہمیں

ساحل سمندر والے مکان سے مل گئے... لیکن ہمارے انکل اکرام
کے پاس ان نشانات کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا... اور یہیں سے فرزانہ کا
دماغ چل گیا۔''

محمود نے ابھی یہی کہا تھا کہ فرزانہ نے اسے کھا جانے والی
نظروں سے گھورا اور چلا کر بولی:

''دماغ چل نہیں گیا... بلکہ دماغ کام دکھا گیا۔''

اوہ ہاں! دراصل میں یہی کہنا چاہتا تھا... فرزانہ نے انکل اکرام
سے یہ کہا کہ ان نشانات کو بہت پرانے ریکارڈ سے ملایا جائے... کیا
خبر... یہ لوگ کچھ بہت پرانے جرائم پیشہ ہوں... اور پھر یہاں سے
ہماری کامیابی شروع ہوئی... انکل اکرام کے پرانے ریکارڈ میں سے
ایسے نشانات مل گئے جو ان نشانات کے مطابق تھے اور یہ نشانات
ثابت ہوئے بلیک ہارٹ تنظیم کے۔ اس کے ریکارڈ سے ہمیں پتا چلا،
کسی زمانے میں بلیک ہارٹ تنظیم اسی طرح مشہور تھی جس طرح آج
آر کے مشہور ہے۔ اس کا انداز بھی بالکل یہی تھا۔ اس طرح یہ اندازہ
ہوا کہ بلیک ہارٹ گروہ کے لوگوں نے ہی پھر سے آر کے نام
سے کام شروع کیا ہے۔ اب ہمیں تلاش ہوئی... کسی ایسے شخص کی جو
اس زمانے میں بلیک ہارٹ کیس پر کام کر رہا تھا اور یہ تلاش ہمیں لے

گئی مسٹر شفقات علی خان ڈی ایس پی کے پاس۔ان کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ سراغ لگاتے لگاتے بلیک ہارٹ گروہ تک پہنچ گئے تھے... لیکن پھر انہوں نے اس گروہ سے کوئی بڑی رقم بطور رشوت لے لی... اور گینگ سے طے کر لیا کہ اس کے سارے کارکن زیر زمین چلے جائیں... اس طرح یہ گروہ غائب ہو گیا اور پھر اس کا نام تک سننے میں نہ آیا۔ایک مدت گزرنے پر آر کے کا نام شروع ہوا... اس سے پہلے ہی اسے قتل کر دیا گیا... یہاں میں اپنا اندازہ بیان کروں گا ... جو غلط بھی ہو سکتا ہے... لیکن مجرم تک ہم اس کے باوجود پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ... ہاں تو ہمارا اندازہ ہے کہ سکندر بھائی خان دراصل کسی زمانے میں بلیک ہارٹ گروہ میں شامل تھا۔

"کیا!!!" باس چلا اٹھا۔

☆☆☆☆☆

باس کا نام

ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں... محمود کی آواز ایک بار پھر ابھرنے لگی:

"اس کا مطلب ہے... ہمارا اندازہ درست ہے... سکندر بھائی خان واقعی تمہارے پرانے گروہ کا کارکن تھا۔جب تم نے نئے سرے سے کام شروع کیا تو تم نے اسے بھی پھر سے گینگ میں شریک ہونے کا حکم دیا... تمہاری ذات پہلے بھی ان سے پوشیدہ رہی تھی... جب تم نے پوشیدہ طور پر اسے حکم دیا تو وہ پریشان ہو گیا، کیونکہ اب وہ جرائم کی دنیا میں نہیں آنا چاہتا تھا... اب ظاہر ہے تم نے اسے دھمکی دی ہو گی... کہ اگر تم گینگ میں شریک نہ ہوئے تو تمہیں ٹھکانے لگا دیا جائے گا... تمہارے بارے میں وہ کچھ جانتا تو تھا نہیں، لہٰذا پریشان نہ ہوتا تو کیا کرتا... ادھر تم نے اپنا پرانا طریقہ آزمانے کا فیصلہ کیا، یعنی

اسے قتل کی دھمکی دینے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں تمہارا طریقہ یہ تھا اپنی
گینگ کے جس شخص کو قتل کی دھمکی دینا ہوتی تھی، اسے قتل کی تصویر بنوا
کر بھیج دیتے تھے... اس بار بھی تم نے یہی کرنے کا فیصلہ کیا۔ عابد
شیرازی سے تصویر تو بنوالی... لیکن اس سے تصویر وصول کرنے سے
پہلے ہی تم نے اسے قتل کروا دیا... کیونکہ وہ پولیس کے پاس جانے کا
فیصلہ کر چکا تھا...''

''لیکن کیوں۔'' باس ہنسا۔

''کیا مطلب... تم یہ کیوں کہاں سے اٹھا لائے؟'' فاروق نے
برا سا منہ بنایا۔

''میرا مطلب ہے... مجھے جلدی کرنے کی کیا ضرورت
تھی... اگر وہ پولیس کے پاس چلا جاتا تو کیا ہو جاتا... اسے تو میرے
بارے میں معلوم ہی نہیں تھا۔''

''لیکن اسے یہ تو معلوم تھا کہ پرانی بلیک ہارٹ گینگ نئے نام
سے شروع ہو رہی ہے... وہ بلیک ہارٹ گینگ کے بارے میں تو
پولیس کو تفصیلات بتا سکتا تھا۔''

''ہاں! یہی بات ہے... یہاں تک تمہارے اندازے درست
ہیں۔'' اس کی آواز سے شکست جھلک رہی تھی۔

خوب! بس تو پھر اس طرح سکندر بھائی خان کو قتل کر دیا گیا... اور
یہ معاملہ عابد شیرازی کے ذریعے ہم تک پہنچ گیا... تم نے کیس کو
الجھانے کے لیے... میرا مطلب ہے... ہمیں الجھن میں مبتلا کرنے
کے لیے عابد شیرازی کو بھی غائب کر دیا... پہلے اسے قاتل بنانے کی
کوشش کی... پھر جب دیکھا کہ ہم اسے کسی طرح بھی قاتل نہیں سمجھ
رہے تو اسے غائب کر دیا تاکہ ہم نہ سہی... انسپکٹر فضلی تو اسے قاتل
ضرور گردانتا رہے۔ اس سلسلے میں چوکیدار کو بھی ساتھ میں الجھایا گیا
... ظاہر ہے اسے کوئی رقم دے کر اس سے یہ گواہی لی گئی... پھر اسے
بھی غائب کر دیا... تاکہ ہم اور زیادہ الجھ جائیں... ادھر ہم تفتیش کے
تیر چلاتے رہے، لیکن ہمارا کوئی تیر نشانے پر نہیں بیٹھ رہا تھا... ہماری
تفتیش کا زاویہ صولت یزمانی ڈپٹی سیکرٹری کی طرف تھا... کیونکہ سکندر
بھائی خان انہی کے دفتر میں ملازم تھا... اور ان کے چپراسی کی حرکات
عجیب تھیں... لیکن پھر ہماری تفتیش کی گاڑی ہمیں ساحل سمندر پر لے
گئی... وہاں بھی ہمیں تم ہی لے گئے... اور عابد شیرازی کو ذریعہ بنایا
... ظاہر ہے عابد شیرازی تمہاری قید میں تھا... اس کے ذریعے سے
فون کرا کے اور ساحل پر موجود عمارت کی چھت سے اشارہ دے کر
ہمیں یہ بتانا چاہتے تھے کہ اس عمارت کا مالک ہی کیس کا سرغنہ

ہے... یعنی بابر جنبانی... اور بات یہ ہو بھی سکتی ہے... ہو سکتا ہے
... تم بابر جنبانی ہی ہو... یا پھر ہو سکتا ہے... تم صولت یزمانی ہو...
ابھی ہم کیس میں یہیں تک پہنچے تھے کہ ہمارے والد کے دوست
فاروق انصاری کا فون موصول ہوا... وہ بہت خوف زدہ تھے اور ہمیں
کچھ بتانا چاہتے تھے... ہم وہاں سے فوراً ان کے پاس پہنچ گئے... وہ
ہمیں شفقات علی خان کے بارے میں بتاتے رہے... لیکن اس سے
پہلے کہ وہ اصل بات بتاتے، تم نے ان کا بھی کام تمام کروا دیا۔ یہ
حادثہ ہمارے لیے بہت دردناک تھا... وہ ہمارے والد کے دوست
تھے... ہم پھر ساحل والی عمارت کی طرف چلے آئے... کیونکہ
بہر حال اس عمارت سے تمہارا تعلق تھا... اس کے بعد جو کچھ ہوا... وہ
تمہیں معلوم ہی ہے۔" یہاں تک کہہ کر محمود خاموش ہو گیا۔

"بس! کیا تمہاری کہانی مکمل ہو گئی۔"

"ہاں! اب اس کہانی میں کیا رہ گیا۔"

"لیکن ابھی تم نے یہ کب بتایا کہ میں کون ہوں۔"

"تم یا تو صولت یزمانی ہو یا پھر بابر جنبانی... ہاں شفقات علی
خان بھی ہو سکتے ہو... اور ایک قدم آگے چل کر کہہ سکتا ہوں... تم
عابد شیرازی ہو سکتے ہو... ہمارے بوڑھے دوست الطاف خالد کا

خیال یہ ہے کہ تم شفقات علی خان ہو۔" محمود بولا۔

"یہ کیا... بھی ایک نام بتا دو نا۔" وہ ہنسا۔

"تمہارے ہنسنے کا انداز..." فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں ہاں... کہہ دو... میرا ہنسنے کا انداز کس کا ہے، ویسے تم
ابھی تک میرے بارے میں بالکل درست اندازہ نہیں لگا سکے... اسی
لیے چار میں مجھے تلاش کر رہے ہو... کیا بات ہے نا۔" وہ ایک بار
پھر ہنسا۔

"نہیں! یہ بات نہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"تب پھر..."

"ہم تینوں اندازے لگا چکے ہیں... ہم نے تمہارے نام لکھ کر
اپنی جیب میں رکھ لیے تھے... تم وہ کاغذ نکال کر دیکھ سکتے ہو
... ہمارے ہاتھ تو حرکت نہیں کر سکتے۔"

"ضرور... کیوں نہیں... لیکن اس سے پہلے تم یہ تو بتا دو کہ مجھے
تم نے کیسے پہچانا۔"

"یہ کام ہمارے لیے مشکل ضرور ثابت ہوا، لیکن آخر ہم نے جان
لیا کہ تم کون ہو۔ جب ہم نے تمام حالات پر غور کیا... اور خوب غور
کیا، چند باتیں عجیب نظر آئیں... ایک یہ کہ صولت یزمانی کا چوکیدار

ایڑیوں پر اس عجب انداز سے کیوں گھومتا ہے... دوسری یہ کہ سکندر
بھائی خان اسی دفتر کے اعلیٰ افسر کا ماتحت تھا... اگر اسے پھر سے گینگ
میں شرکت پر مجبور کیا جا رہا تھا اور وہ اس وجہ سے بہت پریشان تھا تو
اسے تو سب سے پہلے صولت یزمانی صاحب کے پاس چلے جانا چاہیے
تھا... کیونکہ ان حالات میں تو ان کے آفیسر ہی اس کی مدد کر سکتے تھے
... لیکن سکندر بھائی خان نے یہ آسان راستہ سرے سے اختیار نہیں
کیا... حد درجے پریشانی کی حالت میں بھی اس نے صولت یزمانی
سے رابطہ نہیں کیا... جب کہ اس کے سب ساتھی صاف طور پر محسوس کر
رہے تھے کہ وہ ضرورت سے زیادہ پریشان ہے۔ اس کے گھر والوں
کے محسوسات بھی یہی تھے..."

"لیکن!" باس پکار اٹھا۔

"تم ایک بار پھر ایک عدد لیکن اٹھا لائے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔" وہ پھر ہنسا۔

"خیر... ذرا اس لیکن کی وضاحت کر دو۔"

"بقول تمہارے سکندر بھائی خان کو تو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ باس
کون ہے۔ اس صورت میں اسے صولت یزمانی سے بات کرنے میں
کیا پریشانی تھی۔"

"ہاں! یہ اعتراض وزنی ہے... اور اسی بنیاد پر ہم نے سوچا
صولت یزمانی مجرم نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر سکندر نے صولت سے مدد کیوں نہ مانگی۔"

"شاید وہ باس سے حد درجے خوف زدہ تھا۔"

"اچھا چلو... اب آگے کیا کہتے ہو۔"

"صولت یزمانی اگر مجرم نہیں تھا تو پھر ہمارے خیال میں مجرم
بابر جنبانی تھا، کیونکہ ساحل والی عمارت اس کی تھی... اور اس عمارت
سے گروہ کے لوگوں کی انگلیوں کے نشانات ملے تھے..."

"تب پھر سکندر بھائی خان نے اس سے بچنے کے لیے اپنے
آفیسر صولت یزمانی سے مدد کیوں نہیں لی۔"

"اس کی وجہ اس کا ضرورت سے زیادہ خوف زدہ ہونا ہے۔"

"چلو خیر... جنبانی کے مجرم ہونے کی بنیاد بھی تم لوگوں کے پاس
ہے... اسی طرح شفقات علی خان بھی مجرم ہو سکتا ہے... سوال تو یہ
ہے کہ پھر..."

"بلکہ عابد شیرازی بھی مجرم ہو سکتا ہے... کیونکہ اس کا کردار
بہت پراسرار ہے... تصویر والی بات ہمیں اسی کے ذریعے معلوم
ہوئی ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ الو جیسی شکل والا کوئی شخص آیا واقعی اس

کے پاس آیا تھا یا یہ اس کا جھوٹ تھا۔"

"چلو خیر... چوتھا آدمی ہم عابد شیرازی کو قرار دے لیتے ہیں... مطلب یہ کہ وہ تو خود ہی آرٹسٹ ہے، اپنی بنائی ہوئی تصویر کے ذریعے کسی کو قتل کی دھمکی دینا اس کے لیے آسان کام تھا... جب کہ بعد میں بھی ایسی کوشش کی گئی..."

"اس کے بعد رہ جاتے ہیں شفقات علی خان... وہ پہلے ہی پولیس ملازم تھے۔ ان کے لیے گینگ کا باس ہونا زیادہ آسان تھا اور ان پر سب سے زیادہ شک کیا جا سکتا ہے... گویا چار آدمیوں میں سے کوئی ایک مجرم ہے..."

"تو پھر بتا دو... وہ کون ہے۔"

"ہمیں شرم آتی ہے... آپ خود ہی اپنا نام بتا دیں۔" فاروق نے گڑبڑا کر کہا۔

"دیکھا... میں نہ کہتا تھا... تم نہیں جان سکے... اب تک۔"

"کیا آپ نے سنا نہیں... ہم نے تمہارا نام لکھ کر جیب میں کاغذ رکھ لیے تھے... تم نکال کر دیکھ سکتے ہو۔"

"اچھی بات ہے... میں یہ کیے لیتا ہوں... لیکن اس کے ساتھ ہی تمہیں سمندر میں غرق کرنے کا پروگرام بھی شروع کیے دیتا

ہوں... اس کمرے کا فرش کمرے سے الگ ہو سکتا ہے... صرف میری کرسی والا حصہ دیوار کے ساتھ جڑا ہوا ہے... کمرے کے درمیان میں ایک لوہے کا پائپ چھت پر جا رہا ہے۔ اس وقت اس پائپ میں ایک راڈ نظر آ رہا ہے... اگر اس راڈ کو نکال لیا جائے تو تم ان کرسیوں سمیت سمندر میں جا گرو گے۔"

"کیا!!!"

ان کے منہ سے مارے خوف کے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆☆☆

گھناؤنا مجرم

"کیا بات ہے، کیا ہوا... میں نے تو سنا ہے تم لوگ بہت بہادر ہو، موت سے نہیں ڈرتے۔ موت کے منہ میں بھی بغیر کسی پریشانی کے باتیں کرتے رہتے ہو۔"

"ہا ہا! یہ ٹھیک ہے... ہم مارے خوف کے نہیں... مارے حیرت کے چلائے ہیں... ہم تو سمجھے تھے... ہمیں ان کرسیوں سے اٹھا کر باہر۔ لے جایا جائے گا... اور اس کے بعد سمندر کی طرف لے جایا جائے گا... لیکن تم نے تو بہت ہی شارٹ کٹ راستہ اختیار کر رکھا ہے... خیر اللہ مالک ہے۔"

"اب میں تم لوگوں کی جیبوں سے کاغذ نکال کر پڑھ لیتا ہوں اور یقین جان لو... غرق کرنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا کہ تمہارے اندازے درست ہیں یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" ان کے منہ سے مردہ آواز نکلی۔

پھر وہ اٹھ کر ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کا قد اور چلنے کا انداز ذہن نشین کر لیا۔ پھر اس نے جیبوں سے کاغذ نکال کر پڑھا اور لگا زور زور سے ہنسنے... آخر اس نے ہنسی پر قابو پالیا اور بولا:

"تمہارا خیال ہے، میں صولت یزمانی ہوں... خوب خوب... میں نے تو سنا تھا تم لوگ بہت بڑے سراغ رساں ہوں۔" یہ کہہ کر وہ پھر ہنسا۔

"جی بس... اب ہم کیا بتائیں... دراصل اس مرتبہ ہمارے ابا جان ہمارے ساتھ نہیں تھے نا... بس یونہی ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ گئے۔"

"تم پر ترس آرہا ہے... لہٰذا غرق کرنے کا پروگرام کینسل کرتا ہوں اور تمہیں ساحل سمندر پر بھجوا دیتا ہوں... نئے سرے سے سراغ رسانی شروع کرو... اور مجھ تک پہنچ کر دکھاؤ۔"

"کک کیا واقعی۔"

"ہاں بالکل۔"

"اچھا صرف اتنا بتا دیں... آپ نے عابد شیرازی کو کہاں رکھا ہے... کم از کم اس بے چارے کو تو چھوڑ دیں۔"

"چلو تمہاری یہ التجا بھی منظور... تم شہر پہنچو گے تو عابد شیرازی
بھی اپنے گھر میں آجائے گا... اس کا واقعی کوئی قصور نہیں۔"

"اور سکندر بھائی خان کا کیا معاملہ ہے۔"

"اس کے بارے میں تمہارا اندازہ درست ہے... دراصل وہ
بلیک ہارٹ گینگ کا سرگرم کارکن تھا... لیکن جب گینگ زیرزمین چلا
گیا... تو اس نے اپنے طور پر توبہ کرلی اور آئندہ زندگی جرائم سے
علیحدہ رہنے کا عہد کرلیا، جب میں نے پھر کام شروع کیا اور اسے گینگ
میں شرکت کے لیے کہا تو اس نے انکار کردیا... میں نے اسے دھمکی
دی... یہی وجہ ہے کہ وہ خوف زدہ رہنے لگا تھا... تاہم وہ اڑا
رہا... آخر میں نے عابد سے تصویر بنوائی تا کہ وہ پوری طرح خوف
زدہ ہوجائے..."

"آخر اس ایک کے گینگ میں شامل نہ ہونے سے آپ کو کیا فرق
پڑ جاتا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"یہ میرے اصولوں کے خلاف بات تھی... یا تو وہ گینگ میں
شامل ہوتا یا موت کو گلے لگاتا... یہ اسے بھی معلوم تھا... اور اس نے
موت قبول کرلی۔"

"ہوں! تب تو وہ عظیم ثابت ہوا... ایک تم ہو... اچھا بھلا گناہ

کا یہ کاروبار چھوڑ دیا تھا... پھر شروع کر بیٹھے۔"

"ہاں! تم یہ کہہ سکتے ہو... لیکن تم نہیں جانتے... یہ کام ہی ایسا
ہے... ایک ایسا شخص ثابت ہونا... جسے کوئی نہ جانتا ہو... سب اس
کے احکامات پر عمل کرتے ہوں، لیکن یہ نہ جانتے ہوں کہ وہ کس کے
احکامات پر عمل کر رہے ہیں... تمہیں کیا معلوم... یہ کس قدر پرلطف
بات ہے... اب اسی وقت کو دیکھ لو... میں تمہارے سامنے ہوں...
لیکن تم نہیں جانتے... میں کون ہوں..."

"اور یہ تم نے ایک جزیرہ کیسے آباد کرلیا، اتنے وسائل کہاں سے
میسر آگئے۔"

"اس بار میں نے کام شروع کیا تو ایک بڑے ملک کی طرف سے
پیش کش موصول ہوگئی کہ ہم اس کے لیے کام کریں... وہ ایسے ایسے
وسائل مہیا کرے گا کہ یہ گینگ عالمی گینگ بن جائے گا... بھلا اس
سے اچھی پیش کش کیا ہوسکتی تھی... میں نے قبول کرلی... یہ تمام
انتظامات اس ملک کی طرف سے ہیں اور اب ہم اس کے لیے کام
کرتے ہیں۔"

"تو یوں کہو... تم ہمارے دشمن ملک کے ہاتھوں بک گئے ہو...
جرائم تو خیر تم پہلے بھی کرتے تھے... لیکن اب گھناؤنے جرم پر اتر

آ ئے ہو... یہ جان کر افسوس ہو۔''

''اسی لیے تمہیں واپس بجھوا رہا ہوں... افسوس دور کرنے کا موقع دے رہا ہوں... میرا سراغ لگا لو... مجھ تک پہنچ جاؤ... اور اپنی حسرت پوری کر لو۔''

''اچھی بات ہے...'' وہ ایک ساتھ بولے۔

پھر وہ دوسرے کمرے میں گم ہو گیا... اس کے ماتحتوں نے آ کر انہیں کرسیوں سے آزاد کرایا اور ایک لانچ میں بٹھا کر ساحل تک چھوڑ آئے... ساحل پر اتار کر انہوں نے الوداعی انداز میں ہاتھ ہلائے... ان کا انداز طنزیہ تھا... پھر لانچ واپس سمندر میں چلی گئی... اور انہوں نے دیکھا، اس وقت رات کے دو بج رہے تھے... ان کے پاس پیغام بھیجنے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں تھا... ایسے میں انہیں اس ساحلی عمارت کا خیال آیا... انہوں نے سوچا، رات اس عمارت میں بسر کر لیتے ہیں...

ان کے قدم اس عمارت کی طرف اٹھنے لگے... پھر جونہی وہ عمارت کے سامنے پہنچے... حیرت زدہ رہ گئے... عمارت کا دروازہ کھلا تھا... وہ دبے پاؤں اندر داخل ہو گئے... اندر کوئی کسی سے باتیں کر رہا تھا... آواز سنتے ہی ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

''ارے!''

''ارے!'' اندر سے انہوں نے بھی انہیں کہتے ہوئے سنا... پھر [illegible] اندر کی طرف دوڑے اور اندر والے باہر کی طرف... اس طرح [illegible] کے صحن میں ان کا ملاپ ہو گیا۔ یہ انسپکٹر جمشید، سب انسپکٹر اکرام [illegible]ان کے چند کارکن تھے:

[illegible] فورس کے چند کارکن تھے:

''اللہ کا شکر ہے، ہم تم لوگوں کو زندہ سلامت دیکھ رہے ہیں... [illegible]چہ امید نہیں رہ گئی تھی۔'' انسپکٹر جمشید خوشی سے بھرپور لہجے میں [illegible]ے۔

''امیدیں تو ہماری بھی دم توڑ گئی تھیں... لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible]ے مجرم کے دل میں رحم ڈال دیا... وہ تو چلا تھا ہمیں سمندر میں [illegible] کرنے۔''

''بہت خوب! تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ... اور اپنی کہانی سناؤ... [illegible] کچھ اندازہ ہو... ہم کہاں کھڑے ہیں اور کیس اب بھی کسی [illegible]ت بیٹھے گا یا نہیں۔''

''جی اچھا... ہم تفصیلات سنا دیتے ہیں... اب آپ آ ہی گئے [illegible]... آپ ہی اس کیس کو سنبھالیں گے... رہ گئے ہم... ہمیں اس [illegible]نے بہت تھکا دیا ہے اب تو ہم بس آرام کریں گے... یا آرام

سے آپ کی سنیں گے..." فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

اب انہوں نے تمام تر تفصیلات سنا دیں... انسپکٹر جمشید، اکرام اور خفیہ فورس کے کارکن خاموشی اور غور سے سنتے رہے۔ آخر وہ خاموش ہو گئے:

"تو کیا تم نے واقعی یہ اندازہ لگایا تھا کہ مجرم صولت یزمانی ہے۔"

"جی ہاں!"

"لیکن کیوں... تم نے شفقات علی خان پر کیوں غور نہیں کیا؟"

"ہم نے غور کیا تھا... اس صورت میں سکندر بھائی خان کا خوف زدہ ہونا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔"

"بھئی وہ دوبارہ جرائم کی زندگی اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا... جب کہ گینگ کا سربراہ اسے ہر حال میں شامل کرنے پر تلا تھا... ان حالات میں وہ خوف زدہ نہ ہوتا تو کیا کرتا۔"

"ہمارا خیال تھا... اسے معلوم ہو گیا ہے... سرابرہ کون ہے... اور چونکہ وہ صولت یزمانی ہے، اس لیے وہ زیادہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔"

"خیر... کوئی بات نہیں... ہم اس کیس پر نئے سرے سے غور کر

لیتے ہیں... اس کیس میں زیادہ عجیب بات ایک ہے... اور وہ یہ کہ الو جیسی شکل صورت والا شخص اب تک سامنے نہیں آیا۔ عابد شیرازی نے بھی حلیہ بتایا تھا... تم کیس کے ہر کردار سے مل چکے ہو... یہاں تک کہ گینگ کے لوگوں سے بھی اب تو تمہاری ملاقات ہو گئی ہے... اور باس سے بھی تم بات چیت کر چکے ہو... لیکن الو جیسی شکل صورت والا شخص سامنے نہیں آیا... آخر وہ کہاں گیا۔"

"ہم کیا بتا سکتے ہیں ابا جان... شروع سے آخر تک اس کیس نے ہمیں تگنی کا ناچ نچائے رکھا ہے... کریں کیا۔"

"خیر تم فکر نہ کرو... ہم مجرم پر جلد ہاتھ ڈال دیں گے... اس لانچ کا تعاقب خفیہ طور پر جاری ہے... جو تمہیں ساحل پر چھوڑ گئی ہے۔"

"جی... کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ تم سمندر میں ہی کہیں غائب کیے گئے ہو... اب ظاہر ہے... آخر کار غائب کرنے والوں کو ساحل پر تو آنا تھا... سو ہم نے پہلے ہی تیاریاں کر لی تھیں کہ ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے گا... لیکن جب ساحل پر تم لوگ اترے تو میں نے اس لانچ کا تعاقب کرنے کا حکم دے دیا..."

"لیکن ابا جان... ہم نے ساحل پر کوئی لانچ نہیں دیکھی۔"

"ایک تو تاریکی ہے... دوسرے یہ کہ وہ تو پہلے ہی سمندر میں موجود تھی اور مکمل تاریکی میں تھی... البتہ ان کے پاس نائٹ ویژن دوربین ہے... جو رات کی تاریکی میں ان کی مدد کرے گی۔"

"واہ... پھر تو بن گیا کام۔" فاروق چہکا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا... مجرم بھی کم پانی میں نہیں ہے۔"

"یار جمشید... اب ہمیں تو آرام کرنے دو... انجر پنجر ڈھیلے ہو چکے ہیں..."

"ٹھیک ہے... آپ سب سو جائیں... ہم دشمنوں کے خلاف اپنا کام جاری رکھیں گے۔"

اور پھر وہ گھوڑے بیچ کر سو گئے... آنکھ کھلی تو دوپہر کے دو بج رہے... اور وہاں نہ انسپکٹر جمشید تھے، نہ ان کے ساتھی... البتہ خفیہ فورس کا ایک کارکن ان کی دیکھ بھال کے لیے ضرور موجود تھا:

"کہاں گئے سب لوگ۔"

"سمندر میں اس جزیرے کا سراغ لگا لیا گیا ہے اور ایسا اس جدید لانچ کے ذریعے ممکن ہو سکا... ورنہ وہ نظر نہیں آ سکتا تھا۔"

"تب پھر۔"

"تب پھر کیا... اس وقت اس جزیرے پر جنگ جاری کی جا رہی ہے... حکومت کے بہترین کارندے اس جنگ میں حصہ لے رہے ہیں، کیونکہ..." کارکن کہتے کہتے رک گیا۔

"کیونکہ کیا؟"

"کیونکہ جزیرے پر موجود بہترین جنگجو ہیں اور آسانی سے ہار ماننے کو تیار نہیں... وہ سب کے سب لڑنے مرنے پر تل گئے ہیں... اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ کہ سمندر کے راستے انہیں مدد بھی مل رہی ہے... اور ہماری حکومت کا خیال یہ ہے کہ یہ مدد دشمن ملک انہیں دے رہا ہے۔"

"اوہ ہاں! یہ بات باس نے بھی کہی تھی..." محمود چونکا۔

"کون سی بات۔" کارکن نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ اب یہ گینگ دشمن ملک کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے... دشمن ملک ان لوگوں کو دولت میں تول رہا ہے اور اس کے لیے خوشی سے کام کر رہے ہیں۔"

"حیرت ہے..." کارکن کے منہ سے نکلا۔

"اور آپ کو کس بات پر حیرت ہے؟"

"اس پر کہ یہ لوگ دشمن ملک کے لیے کام کر رہے ہیں... ایسے

لوگوں میں رحم کہاں سے آ گیا، میرا مطلب ہے، ان لوگوں نے آپ
لوگوں کو رہا کیسے کر دیا۔''

''اس میں رحم کا اتنا دخل نہیں، جتنا شیخی بگھارنے کا ہے... وہ یہ
ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اسے ہماری کوئی پروا نہیں ہے... ہم اس کے
لیے کوئی خطرہ نہیں ہیں... اور یہ کہ ہم لوگ اس تک نہیں پہنچ سکیں
گے۔''

''ہوں! اور اس کا خیال غلط نہیں تھا... اس وقت بہت سخت جنگ
ہو رہی ہے... اور ہماری فوج کا کافی نقصان ہو چکا ہے۔''

''اوہ! اوہ۔'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''کیا ہم وہاں کی آوازیں سن سکتے ہیں۔''

''نہیں... دراصل اس جزیرے کو پہلے ہی ان لوگوں نے دنیا
سے الگ کر رکھا ہے۔''

''اوہ ہاں! لیکن پھر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا ہے کہ وہاں شدید
جنگ ہو رہی ہے۔''

''اسلحہ جو برابر جا رہا ہے... اسلحہ لے جانے والے لوگ بار بار
چکر لگا رہے ہیں... اس سے حالات معلوم ہو رہے ہیں۔''

''اوہ... اچھا۔''

اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی... ایسے میں اچانک [illegible] کے
موبائل کی گھنٹی بجی... دوسری طرف سے کہا گیا:

''بیس گھنٹے کی مسلسل جنگ کے بعد آخر کار یہ سب لوگ مارے
گئے ہیں، لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ ان میں ان کا سرغنہ ہے یا نہیں۔''

''یہ ہم دیکھ لیں گے۔'' محمود بول اٹھا۔

''آؤ پھر چلیں۔''

وہ اسی وقت جزیرے کی طرف روانہ ہو گئے... ایسے میں خان
رحمان بولے:

''لیکن بھئی! تم کیسے جان لو گے کہ سرغنہ کون ہے، آواز تو اب تم
اس کی سن نہیں سکو گے۔''

''ہم نے اس کا قد نوٹ کیا تھا... جسم غور سے دیکھا تھا... امید
ہے، پہچان لیں گے۔''

''اچھی بات ہے...''

اور پھر وہ جزیرے پر پہنچ گئے... جزیرے پر ہر طرف لاشیں بکھری
پڑی تھیں:

''کیا ان میں سے کوئی زندہ نہیں بچا۔''

''نہیں سر! یہ آخر وقت تک لڑتے رہے ہیں۔''

''ہوں...''

اور پھر ان میں سے ایک ایک کو غور سے دیکھا گیا، ایک چہرے پر میک اپ کے آثار نظر آئے... اس چہرے پر سے میک اپ اکھاڑا گیا... تو وہ اچھل پڑے۔ اس کی شکل بالکل گول تھی... آنکھیں بھی گول گول تھیں... بالکل الوؤں جیسی۔ غرض وہ ہر لحاظ سے اُلو سے ملتا جلتا تھا:

''بس! یہی ہے سرغنہ۔'' تینوں پکار اٹھے۔

''چلو... قصہ پاک ہوا... محنت ٹھکانے لگی... بلیک ہارٹ گینگ کے ساتھ آر کے گینگ بھی اس دنیا سے ختم ہوا۔'' انسپکٹر جمشید نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ پھر لاشوں وغیرہ کے بارے میں ہدایات دے کر وہ وہاں سے لوٹ آئے... وہ دن انہوں نے گھر پر آرام کرنے اور طرح طرح کی مزے دار چیزیں کھاتے گزارا...

دوسرے دن صبح انہیں خیال آیا... فرزانہ چلائی:

''اوہو... ہم عابد شیرازی کو تو بھول ہی گئے...''

''باس نے اسے رہا کرنے کی ہامی بھر لی تھی... ظاہر ہے، اسے تو اس نے چھوڑ دیا ہوگا...'' محمود نے کہا۔

''اور اس کا مطلب ہے... وہ اپنے گھر پہنچ چکا ہوگا۔''

''امید تو یہی ہے... چل کر دیکھ نہ لیں۔'' فاروق نے کہا۔

''ہاں بالکل دیکھ لینا چاہیے۔''

اور وہ اسی وقت عابد شیرازی کی طرف روانہ ہو گئے... اس کے دروازے پر پہنچ کر وہ گاڑی سے اترے... دروازے پر تالا نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا، اندر کوئی موجود ہے۔ محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی... فوراً ہی دروازہ کھلا اور عابد شیرازی کی صورت دکھائی دی... وہ انہیں دیکھ کر چونکا:

''اوہ آپ۔''

''جی... ہم۔''

''آیئے۔''

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا... اس کا چہرہ برسوں کا بیمار نظر آرہا تھا۔ اس ڈرائنگ روم میں وہ پہلے بھی آچکے تھے:

''آپ نے اخبارات میں خبریں تو پڑھ لی ہوں گی۔''

''ہاں! اللہ کا شکر ہے... سب ختم ہو گئے...''

''لیکن آپ کو باس نے کب چھوڑا۔''

''میں ساحل پر ایک عمارت میں قید تھا... ایک شخص میری نگرانی کے لیے وہاں موجود تھا... اچانک اسے فون موصول ہوا اور اس نے

مجھے چھوڑ دیا، پھر خود بھی وہاں سے چلا گیا تھا... اس نے بس اتنا ہی
کہا تھا... باس نے تمہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔''
''چلیے چھٹی ہوئی... گینگ بھی ختم ہو گیا... اور یہ جھگڑا بھی ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ ورنہ ان لوگوں نے کافی قتل و غارت گری مچا
رکھی تھی۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
''جی ہاں! کوئی ایسی ویسی۔'' اس نے فوراً کہا۔
''ہمیں اس بات کی زیادہ خوشی ہے کہ آپ محفوظ ہیں... ورنہ
آپ تو بلاوجہ ہی اس معاملے میں الجھ گئے تھے۔''
''خیر بالکل بلاوجہ تو نہیں کہہ سکتے۔'' وہ مسکرایا۔
''کیا مطلب؟''
''مطلب یہ کہ یہ گینگ مجھ سے پہلے بھی اس قسم کی تصاویر بنواتا رہا
ہے... میرا مطلب ہے جب یہ گینگ بلیک ہارٹ گینگ کے نام سے
کام کرتا تھا... یہ دھمکی دے کر مجھ سے تصاویر بنواتا رہا تھا۔''
''اوہو اچھا... لیکن پھر بھی آپ تھے تو بے گناہ... جرائم کے
کاموں میں آپ کا تو کوئی حصہ نہیں تھا نا۔''
''ہاں یہ تو ہے... لیکن میں ہمیشہ خوف زدہ رہا کرتا تھا۔''
''تب پھر آپ نے ان دنوں میں معاملہ پولیس تک لے جانے کی

کوشش کیوں نہ کی۔''
''اس خیال سے کہ ان لوگوں کے تعلقات ظاہر ہے... پولیس
کے کسی بڑے سے بھی ہوں گے... لہٰذا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔''
''ہوں... بہر حال ہماری طرف سے مبارک باد قبول کریں...
ہم یہی دیکھنے کے لیے آگئے تھے کہ آپ آگئے ہیں یا نہیں۔''
''آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ...'' انہوں نے جلدی سے
کہا۔
پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے... وہ بھی ان کے ساتھ اٹھا اور انہیں
رخصت کرنے کے لیے دروازے کی طرف آیا... ایسے میں اچانک
فرزانہ کے جسم کو جھٹکا سا لگا... اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل
گئیں... اس نے جلدی سے کہا:
''عابد شیرازی صاحب... آپ کی جیب میں یہ بال پوائنٹ تو
بہت خوب صورت لگی ہوئی... ذرا دکھائیں گے۔''
''بال پوائنٹ... یہ... ضرور کیوں نہیں... یہ لیجیے۔'' اس نے
قدرے حیران ہو کر کہا اور جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس کی طرف
بڑھا دی... فرزانہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی...
''اوہو... اس میں ایسی کیا خاص بات نظر آگئی... عام بال

پوائنٹ ہے۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"نہیں۔" فرزانہ نے انکار میں سر ہلایا۔

"نہیں کیا۔"

"میرا مطلب ہے... عام بال پوائنٹ نہیں ہے۔"

"تب پھر؟"

"چلو خاص ہوگا... تو پھر... چلو اب۔" محمود نے منہ بنایا۔

"لیکن بھئی... جب یہ ہماری جیبوں سے صولت یزمانی کے نام کی چٹیں نکال رہے تھے... تو میں نے یہ بال پوائنٹ اس وقت ان کی جیب میں دیکھا تھا اور یہ بال پوائنٹ عام نہیں ہے... خاص ہے..."

"کیا!!!" وہ بری طرح اچھلے۔

ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں... ساتھ ہی انہوں نے انسپکٹر جمشید کی سرد آواز سنی:

"نہیں عابد شیرازی صاحب... اب آپ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے... ابھی تو میں ان بچوں کو یہ بھی بتاؤں گا کہ یہاں آنے سے پہلے میں نے بھی آپ کا نام بطور سرغنہ لکھ کر جیب میں رکھ لیا تھا... تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جائے... میں ایسے ہی یہ بات کہہ رہا

ہوں... ساری کہانی سن کر میں نے جان لیا تھا کہ اصل آدمی تو راصل آپ ہیں... یہ بے چارے ادھر ادھر چکر کاٹتے رہے... اور پ کی طرف ان کا دھیان تک نہ گیا... بلکہ آپ کو بے گناہ ثابت رنے کے لیے یہ زور لگاتے رہے... انسپکٹر فضلی سے جھگڑتے ہے... دراصل بلیک ہارٹ گینگ کا سرغنہ ہی دنیا کی نظروں میں بطور رٹسٹ زندگی گزار رہا تھا... جب گینگ زیر زمین چلی گئی تو آپ ے اپنی آرٹسٹی جاری رکھی... کیونکہ اس معاشرے میں زندگی بسر رنے کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ تو اختیار کرنا پڑتا ہے..."

"لیکن بلیک ہارٹ گینگ زیر زمین جانے پر کیوں مجبور ہوگئی تھی ید۔" خان رحمان نے پوچھا۔

"بس... اسے خوف نے آ لیا کہ کہیں یہ پکڑا نہ جائے اور جیل کی نہ کھانی پڑی... لہٰذا اس نے سوچا، اب اس کام کو ختم کر دینا ہے... دولت جمع کر لی... اب آرام سے بیٹھ کر اسے کھایا ئے... لہٰذا اس نے پوری گینگ کو یہ فیصلہ سنا دیا... سب نے یہ خوشی سے مان لی... کیونکہ سربراہ ہی جب کچھ نہ کرنے کا فیصلہ کر تو اس کی گینگ کے لوگ کیوں نہ مانیں گے... جب کہ وہ جانتے نہ ہوں کہ سربراہ ہے کون..."

"تب پھر یہ دوبارہ کیسے شروع ہو گئی..."

"بس کچھ مدت گزرنے کے بعد ان کا خوف دور ہو گیا... لہٰذا انہوں نے پھر سے گینگ کو زندہ کر دیا... بس ایک سکندر بھائی خان تھے... جنہوں نے گینگ میں دوبارہ شرکت سے انکار کر دیا... یہ حضرت اس بات کو برداشت نہ کر سکے... اور اس بے چارے کو جان سے مار ڈالا، لیکن انہوں نے تصویر کے ذریعے اسے خوف زدہ کرنے کا پروگرام ترتیب دیا تھا... اور پھر خود تم لوگوں کے پاس چلے گئے... اس کے بعد تو ان کا کردار خود بخود واضح نظر آئے گا... ساحلی عمارت میں تم لوگوں کو بلانا... موبائل لائٹ کے ذریعے اشارہ دینا... یہ سب چکر تم لوگوں کو چکر پر چکر دینے کے لیے کرتے رہے..."

"ارے ارے... خبردار... اس بال پوائنٹ کے اوپر والے حصے کو نہ دبانا... اس کا رخ میری طرف ہے۔" ایسے میں عابد شیرازی چلا اٹھا۔

"کیوں... اس سے کیا ہو جائے گا۔"

"اس میں سے زہریلی سوئی نکلے گی اور میرا کام تمام کر ڈالے گی۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"تو یہ بال پوائنٹ دراصل ایک ہتھیار ہے... جس سے میں ضرورت کے وقت کام لیا جا سکتا ہے۔"

"ہاں! بالکل یہی بات ہے۔"

"ہم لوگ دراصل ایک بات بھول جاتے ہیں۔" انسپکٹر ج مسکرائے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ جرم، جرم ہے... جرم کبھی چھپا نہیں رہ سکتا... آج نہیں تو کل... کل نہیں تو پرسوں ظاہر ہو کر رہتا ہے... اور مجرم کو اس کے کیے کی سزا بہر حال مل کر رہتی ہے..."

"ہاں واقعی اس میں شک نہیں... لیکن مجرموں کو یہ بات کون سمجھائے۔" فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

"آخر میں ہم یہ بات کہنا چاہیں گے... یہ ہماری زندگیوں کا ایک ناکام کیس تھا... ہم مجرم تک نہیں پہنچ سکے..." فرزانہ کے لہجے میں رنج تھا۔

"نہیں بھئی... یہ تو خیر نہیں کہا جا سکتا... جمشید کے بتانے سے پہلے تم نے اس بال پوائنٹ کے ذریعے مجرم کو پہچان لیا... لہٰذا اسے ناکامی نہیں کہہ سکتے... مجرم کا طریقہ ہی ایسا تھا... کہ کوئی سراغ اس

تک نہیں لے جا رہا تھا... پھر بھی تم نے اسے پہچان لیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ کیوں خان رحمان اور جمشید۔" پروفیسر داؤد جلدی جلدی کہہ گئے۔

"بالکل ٹھیک۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور وہ سب مسکرانے لگے۔

☆☆☆☆☆

آئندہ ناول کی ایک جھلک

68 واں خاص نمبر

جمشید پارٹی، کامران مرزا پارٹی، شوکی برادرز، عمران اور کرنل فریدی ٹیم کا مشترکہ خاص نمبر

مصنف: اشتیاق احمد

بٹوما کے شیطان

تین کا طوفان، خلا میں ہنگامہ، شاگورہ کا بازیگر، کالازار، چن گام کا مجرم، ایک ار ب [illegible] اشتیاق احمد کا ایک اور ہنگامہ خیز خاص نمبر 25 دسمبر 2009 کو منظر عام پر آ رہا ہے۔

سر بال ملے جو پنگان سے آیا ہے.... ڈاکٹر عبدالقدیر سے انسپکٹر جمشید کی ملاقات.... اور جب ڈاکٹر عبدالقدیر کو اغوا کر لیا گیا.... ایٹمی اسلحے کے پن کوڈ نمبرز کس کے پاس ہیں.... بٹوما کا سفر راکڈوم میں.... ایک ہولناک سفر.... ان کی غیر موجودگی میں پورا ملک موت کے دہانے پر پہنچ چکا ہے.... جنگلیوں سے بھرا پڑا تھا.... انہیں اس میں کسی غیر کا داخلہ برداشت نہیں تھا.... لہٰذا لاکھوں تیر ان کی طرف تن گئے.... تیروں کی بارش میں انہوں نے کیا کیا.... جنگلیوں کے سردار سے ملیے.... اس سے مقابلہ آسان نہیں